بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں محدث العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی
بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

ترجمان جماعت اہلحدیث مرکزی

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ
حافظ عاصم اسماعیل روپڑی

جلد 56 | جمعۃ المبارک | 9ربیع الاول 1433ھ 3تا9فروری 12ء | شمارہ 5 | فون 7656730 فیکس 7659847

ید اللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی
لاجماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

انسان کے متقی یا شریر ہونے سے اللہ کی بادشاہی میں کمی واقع نہیں ہوتی!

حدیث قدسی ہے اللہ ذوالجلال فرماتے ہیں کہ:

﴿یَاعِبَادِیْ! لَوْاَنَّ اَوَّلَکُمْ وَآخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَتْقٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ مَازَادَذٰلِکَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْئًا. یَاعِبَادِیْ! لَوْاَنَّ اَوَّلَکُمْ وَآخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ مَانَقَصَ ذٰلِکَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْئًا. یَاعِبَادِیْ! لَوْاَنَّ اَوَّلَکُمْ وَآخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ قَامُوْا فِیْ صَعِیْدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُوْنِیْ فَأَعْطَیْتُ کُلَّ اِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهٗ مَانَقَصَ ذٰلِکَ مِنْ مُلْکِیْ شَیْئًا اِلَّا کَمَا یَنْقُصُ الْمِخْیَطُ اِذَا اُدْخِلَ فِی الْبَحْرِ.﴾ (صحیح مسلم)

''اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر اور اسی طرح تمام انسان اور جن، اس ایک آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں جو تم میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو (کوئی بھی نافرمان نہ ہو) تو اس سے میری حکومت اور بادشاہی میں اضافہ نہیں ہوگا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر اور تمام انسان اور جن، اس ایک آدمی کی طرح ہو جائیں جو تم میں سب سے بڑا نافرمان اور فاجر ہو تو اس سے میری حکومت اور بادشاہی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول و آخر اور انسان اور جن، سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور مجھ سے سوال کریں، پس میں ہر انسان کو اس کے سوال کے مطابق عطا کر دوں تو اس سے میرے خزانے اور بادشاہی میں اتنی کمی ہوگی جتنی سوئی کے سمندر میں ڈبو کر نکالنے سے سمندر کے پانی میں ہوتی ہے۔'' (سبحان اللہ)

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.com

فضیلت استغفار

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ :من قال :استغفر اللہ الذی لاالہ الا ھوا لحی القیوم واتوب الیہ غفرت ذنوبہ وان کان قدفرمن الزحف. [سنن أبی داود، کتاب الصلوۃ ،باب الاستغفار، حدیث:١٥١٧ سنن ترمذی ، أبواب الصلوۃ ،حدیث:٣٥٧٧] ''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو یہ کہے میں اس اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور نگران ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اگر چہ اس نے جہاد سے بھاگنے کا ارتکاب کیا ہو۔''

اللہ تعالیٰ کو استغفار کس قدر پسند ہے وہ اس حدیث سے واضح ہے کہ اگر کوئی صرف ایک دفعہ یہ کلمات کہہ لے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کس طرح استغفار کرنے والے کو ڈھانپ لیتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو بخشش مانگنا بہت پسند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**والذی نفسی بیدہ لولم تذنبوا لذھب اللہ تعالیٰ بکم ، ولجاء بقوم یذنبون فیستغفرون اللہ تعالیٰ فیغفرلھم**'' [صحیح مسلم ، کتاب التوبۃ ، باب سقوط الذنوب بالاستغفار ، ح:٢٧٤٩] اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں ختم کر کے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ سے استغفار کریں گے پس اللہ ان کو معاف فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے تمام گناہ دھو کر رکھ دیئے "**لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تأخر**" [الفتح :٢] اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ ایک دن میں سو سو مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ ''**أن رسول اللہ ﷺ قال :انہ لیغان علی قلبی ، وانی لاستغفر اللہ فی الیوم مائۃ مرۃ**'' [صحیح مسلم ، کتاب الذکر والدعاء ، باب استحباب الاستغفار والاستکثار منہ حدیث:٢٧٠٢] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے دل پر بھی (بعض دفعہ) پردہ سا آجاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ آپ کے کہے ہوئے الفاظ استغفار بھی نقل کرتے ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''**کنا نعد لرسول اللہ ﷺ فی المجلس الواحد مائۃ مرۃ :رب اغفرلی وتب علی انک أنت التواب الرحیم**'' [سنن أبی داود، کتاب الصلوۃ باب الاستغفار، حدیث:١٥١٦] ہم رسول اللہ ﷺ کو ایک مجلس میں سو مرتبہ (یہ استغفار کہتے ہوئے) شمار کرتے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رجوع فرما، بے شک تو بہت رجوع فرمانے والا نہایت مہربان ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے تمام استغفار کے کلمات کی سردار اس دعا کو قرار دیا ہے: ''**اللھم انت ربی لاالہ الاانت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک مااستطعت اعوذبک من شرماصنعت أبوء لک بنعمتک علی وأبوء بذنبی فاغفرلی فانہ لایغفر الذنوب الاانت**'' جو شخص یہ کلمات دن میں دل کے یقین کے ساتھ پڑھے اور شام ہونے سے پہلے اسے موت آجائے تو وہ جنتی ہے۔ اور جو اسے یقین کے ساتھ رات کو پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے اسے موت آجائے تو وہ جنتی ہے۔

[صحیح بخاری کتاب الدعوات ، باب فضل الاستغفار ، حدیث:٦٣٠٦]

☆..........☆..........☆

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث لاہور
جماعت اہلحدیث کا ترجمان

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 56 ☆ شمارہ 5
9 ربیع الاول ☆ 1433ھ
3 فروری ☆ 2012ء
C.P.L - 104

فون: 7656730 / 7670968 فیکس : 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر : حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر انتظامی : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ :وقار عظیم بھٹی
0300-4184081

فہرست

اداریہ 3
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ النساء 6
اسلامی معاشرے کی تشکیل...... 8
مروجہ عید میلاد النبی ﷺ......؟ 11
دجالی تہذیب 16
سگریٹ نوشی حرام ہے! 18

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

دفاع پاکستان کانفرنس ملتان

لاہور اور راولپنڈی میں دفاع پاکستان کانفرنسوں کی بھرپور کامیابی کے بعد مورخہ 29 جنوری کو سپورٹس گراؤنڈ ملتان میں کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا گیا، ملتان میں میزبانی کا اعزاز تنظیم اہل سنت والجماعت پاکستان کو حاصل تھا دفاع پاکستان کونسل میں شامل دیگر جماعتیں معاون تھیں۔ لاہور کانفرنس کے بعد ہی ملتان کانفرنس کے سلسلہ میں تیاری شروع کر دی گئی تھی، اس سلسلہ میں پہلا اجلاس مسجد شیخ بن باز مسجد کے تہہ خانہ میں منعقد ہوا، اس اجلاس کی میزبانی جماعۃ الدعوۃ نے کی، قاری محمد یعقوب شیخ خصوصی طور پر لاہور سے تشریف لائے۔ اس اجلاس میں سترہ رکنی رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی جس کی سربراہی پیر سیف الرحمان درخواستی کو سونپی گئی، اجلاس کے اختتام پر شرکاء کو پرتکلف عشائیہ دیا گیا اور رابطہ کمیٹی کا آئندہ اجلاس ایکس ہوٹل کچہری روڈ پر طے کیا گیا اس اجلاس کی میزبانی تنظیم اہل سنت والجماعت کے ذمہ تھی۔ اس اجلاس میں تنظیم کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی اور مرکزی ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں شریک ہوئے اور رابطہ کمیٹی کے ارکان کی سربراہی میں ذیلی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جن کے ذمہ تاجروں، سیاسی، شخصیات، وکلاء اساتذہ، طلباء دینی مدارس سے رابطہ کر کے انہیں کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دینا تھا۔ جماعت اہل حدیث پاکستان کی نمائندگی بطور مرکزی ناظم اعلیٰ راقم الحروف کے ذمہ تھی چنانچہ جب کمیٹیاں تشکیل دی جا رہی تھیں تو وکلاء، اساتذہ اور طلباء سے رابطہ کمیٹی کا راقم کو چیئرمین بنایا گیا، تمام کمیٹیوں میں شامل ذمہ داران نے انتہائی جانفشانی سے کام کیا۔

ادھر شہر میں تمام جماعتوں نے اشتہارات، بینرز، ہورڈنگ، پینافلیکس غرض یہ کہ پورے شہر کو کانفرنس کے ان تشہیری ذرائع سے مزین کیا ہوا تھا، پورے جنوبی پنجاب میں جلسوں کے ذریعے بھی کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لیے تمام دینی جماعتیں شب و روز مصروف تھیں۔ ادھر مختلف کاروباری تنظیمیں بھی رابطہ کمیٹی کے ممبران کو مدعو کر کے انہیں اپنے تعاون کی یقین دہانی کرا رہی تھیں، جناب عبدالخالق قندیل انصاری صاحب سیکرٹری پاور لولز ایسوسی ایشن نے معززین شہر اور ممبران رابطہ کمیٹی کو اپنے گھر دعوت دی اور پاور لومز سیکٹر کی طرف سے مکمل تعاون کا یقین دلایا، ادھر مختلف جماعتوں کے مرکزی عہدیداران بھی مسلسل دورے کر رہے تھے اور اپنے اپنے کارکنوں کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ ان کے کام کی نگرانی بھی کرتے رہے، کانفرنس سے پانچ روز قبل کمیٹیوں کی کارگذاری کے متعلق رابطہ کمیٹی کا اجلاس ہوا، اس میں جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی نائب امیر حافظ عبدالرحمٰن مکی، قاری محمد یعقوب شیخ، سید یوسف شاہ، مولانا محمد احمد لدھیانوی، جناب ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں شریک ہوئے۔ تمام کمیٹیوں کی کارگذاری پیش کی گئی، جب راقم نے اپنی کمیٹی کی رپورٹ پیش کی اور وکلاء سے اساتذہ سے

رابطوں کی رپورٹ پیش کی تو الحمدللہ اسے تمام کمیٹیوں سے زیادہ سراہا گیا، جب میں نے انہیں بتایا کہ بار کے الیکشن ہو چکے تھے کامیاب وکلاء کی اکثریت میرے شاگردوں پر مشتمل تھی، راقم مبارکباد دینے جس عہدیدار کے چیمبر میں جاتا تھا وہیں وکلاء کا ایک جم غفیر جمع ہو جاتا تھا، اسکی تصدیق کمیٹی میں شامل دوسرے اراکین بالخصوص اشرف علی قریشی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ نے کی، قریشی ہائیکورٹ بار کے خزانچی اور جمعیت علمائے پاکستان ملتان کے جنرل سیکرٹری ہیں۔

راقم نے کامیاب وکلاء کو ان کے حامیوں سمیت ایک ہوٹل میں عشائیہ بھی دیا اور انہیں کانفرنس میں شرکت کی دعوت بھی دی، اساتذہ میں سے راقم نے پہلے پنجاب پروفیسرز اینڈ لیکچرارز ایسوسی ایشن کے مرکزی جنرل سیکرٹری کو گھر پر کھانے کی دعوت دی اور ان کی رفاقت میں اساتذہ سے رابطے شروع کیے، مختلف جماعتیں بھی رابطہ کمیٹی کے ارکان کو کھانے کی دعوت دیتی رہیں، اس سلسلہ میں سب سے آخر میں جماعت اہلحدیث کی طرف سے راقم نے بتاریخ 26 جنوری ممبران کمیٹی اور قائدین کو النور فنکشن ہال میں ظہرانہ دیا جس میں جناب مولانا محمد احمد لدھیانوی، جناب خادم حسین ڈھلوں، جناب پیر سیف الرحمان درخواستی بھی شریک تھے، راقم نے اس ظہرانے میں وکلاء کے نمائندگان، اساتذہ کرام، صدر انجمن تاجر گلشن مارکیٹ، صدر انجمن تاجران شاہ رکن عالم، صدر انجمن تاجران ٹمبر مارکیٹ، صدر جناح مارکیٹ، کپڑے کی ہول سیل مارکیٹ کے جنرل سیکرٹری، آل پاکستان کلرکس ایسوسی ایشن کے ملتان چیئرمین اور مرکزی نمائندے، سابق ناظمین، معززین شہر، صدر متحدہ محاذ شہریاں پاورلومز ایسوسی ایشن پاکستان کے مرکزی نمائندے غرضیکہ اس ظہرانے میں راقم نے ملتان کی اتنی کثیر تعداد میں نمائندہ شخصیات کو مدعو کیا کہ کانفرنس کے میزبان کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے اپنے خطاب میں بار بار میری اس کاوش کی انتہائی تعریف کی اور کھانے سے فارغ ہو کر مولانا لدھیانوی ایک ایک فرد سے بغلگیر ہو رہے تھے اور انتہائی مسرت کا اظہار کر رہے تھے۔ کانفرنس کے انعقاد سے ایک روز قبل قائدین کا سربراہی اجلاس تھا، اس اجلاس میں بھی مولانا لدھیانوی نے جو مسلسل ملتان میں قیام پذیر تھے اور تمام کمیٹیوں کے کام کی نگرانی کر رہے تھے، جماعت اہلحدیث کی کارگزاری کی تمام قائدین کے سامنے تعریف کی، بعد میں الگ بھی انہوں نے امیر جماعت جناب شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی کے سامنے بہت تعریف کی یعنی تمام کمیٹیوں کی کارگذاری میں الحمدللہ جماعت اہلحدیث کی کارگذاری اول نمبر پر تھی۔ شہر میں ریلیوں، تشہیری مہم میں یہاں بھی جماعۃ الدعوۃ چھائی رہی، بلاشبہ جماعۃ الدعوۃ کے نوجوان کارکنوں نے جو مقامی ساتھیوں کے علاوہ گردونواح سے بھی آئے ہوئے تھے، شب و روز سخت محنت کی۔

29 تاریخ کو قائدین نے اپنا اس مرحلے پر آخری اجلاس دفتر جماعت اسلامی کلمہ چوک پر رکھا ہوا تھا اس اجلاس میں حضرت الامیر حافظ عبدالغفار روپڑی اور راقم نے نمائندگی کی۔ اجلاس میں حمید گل کی تجویز پر ایک تو یہ طے پایا کہ ارکان پارلیمنٹ عدلیہ کے معزز جج صاحبان، مسلح افواج کے سربراہ کو خطوط لکھے جائیں اور انہیں نیٹو سپلائی کی بحالی کے مضر اثرات سے آگاہ کیا جائے اور حکومت کے لچکدار رویہ سے سب کو آگاہ کیا جائے، بھارت جو کہ ہمارا ازلی دشمن ہے اس کو پسندیدہ ملک قرار دیے جانے کے مفسدات سے بھی انہیں آگاہ کیا جائے۔

تقریباً 1:30 بجے قائدین کا یہ قافلہ جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوا، پولیس نے سیکورٹی پلان بہترین بنایا تھا، سخت چیکنگ کے بعد قائدین کی گاڑیوں اور ہمراہی گاڑیوں کو اندر جانے دیا جاتا تھا۔ قائدین کے پنڈال میں پہنچنے سے پہلے ہی سپورٹس گراؤنڈ میں قدم رکھنے کی جگہ خالی نہیں تھی، کارکنوں نے پرجوش نعروں سے قائدین کا استقبال کیا، مجمع کی کثرت کی بناء پر فوری طور پر ملحقہ ہاکی گراؤنڈ بھی کھلوا دیا گیا، پوری جلسہ گاہ میں پرچموں کی بہار تھی، یہاں بھی جماعۃ الدعوۃ نمبر ایک پر تھی، اس کے پرچموں نے عجیب سماں پیدا کیا تھا۔

سٹیج پر قائدین میں سے مولانا سمیع الحق، حافظ محمد سعید، حافظ عبدالرحمٰن مکی، مولانا امیر حمزہ، شیخ رشید احمد، اعجاز الحق، جنرل حمید گل ان کے صاحبزادے عبداللہ گل، سید منور حسن، مولانا احمد لدھیانوی، حضرت الامیر حافظ عبدالغفار روپڑی، جناب علامہ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر جب سٹیج سیکرٹری جناب مولانا شمس الرحمان معاویہ نے اعلان کیا کہ اب قائدین ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اظہار یکجہتی کریں گے تو فضا نعروں سے گونج رہی تھی، ادھر قائدین ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر کھڑے تھے ادھر سامعین جوش سے بے قابو کھڑے ہو کر نعرے لگا رہے تھے، عمومی تقاریر کے بعد اہم جماعتوں کے قائدین کو دعوت خطاب دینے کا سلسلہ شروع ہوا، سب سے پہلے جماعت اہل حدیث پاکستان کے امیر حافظ عبدالغفار روپڑی کو دعوت خطاب دی گئی، کانفرنس کا مرکزی موضوع نیٹو سپلائی کی مکمل بندش، ہندوستان کو پسندیدہ ملک قرار دینے کے خلاف اظہار، امریکہ کی طرف سے سلالہ چیک پوسٹ پر حملہ، ڈرون حملے اور امریکہ کی طرف سے کھلم کھلا جنگ کی دھمکیاں، حضرت الامیر نے اپنے خطاب میں کانفرنس کے موضوع کو مکمل طور پر سمیٹ لیا، جب امریکی غلامی میں اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے بارے میں انہوں نے شعر پڑھا تو سامعین نے بہت داد دی۔

نا بینا پیدا ہوتی ہے اولاد بھی اس کی
جو قوم دیا کرتی ہے تاوان میں آنکھیں

مغرب تک قائدین کے خطابات کا سلسلہ جاری رہا۔ ان شاء اللہ باقی تفصیل آئندہ ہوگی۔

☆......☆......☆

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

قادیانی مرتد وزندیق اوران کی اولاد اہل کتاب؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام درروشنی شرع متین اندریں مسئلہ کہ ایک شخص (زید) کہتا ہے کہ قادیانی مرتد ہیں اوران کی اولاد اہل کتاب، جبکہ دوسرا شخص (بکر) کہتا ہے کہ قادیانی ملحد وزندیق ہیں اوران کی اولاد دراولاد بھی مرتد وزندیق ہے مرتد اس شخص کو کہتے ہیں جو کہ مذہب اسلام کو چھوڑ کر کسی اور مذہب میں داخل ہوجائے اورزندیق اس شخص کو کہتے ہیں جو کہ مذہب اسلام میں داخل نہ ہوعقائد کفریہ رکھتا ہودعوی اسلام کا کرتا ہو، اپنے عقائد کفریہ کواسلام سمجھتا اور بتلاتا ہو، جیسا کہ حضرت مولانا علامہ سید محمد انورشاہ کشمیریؒ نے اکفار الملحدین میں فتاویٰ شامی ج ۳ص ۴۰۹، ۴۱۰ سے نقل کیا ہے کہ،''زندیق اپنے کفر پر اسلام کا ملمع کرتا ہے اورفاسد عقائد کوایسی صورت میں پیش کرتا ہے اوررواج دیتا ہے کہ وہ سرسری نظر میں صحیح معلوم ہوتے ہیں''(اکفار الملحدین مترجم ص۹۱ مطبوعہ مکتبہ لدھیانوی کراچی) اورقادیانی متعدد عقائد باطلہ کی وجہ سے متفقہ طور پر زندیق ہیں لہٰذا ان کی اولاد چاہے ان کی سونسلیں ہی کیوں نہ بدل جائیں سب زندیق ہیں ان کو اہل کتاب کہنا صحیح نہیں ۔ براہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں مکمل ومدلل وضاحت فرمائیں کہ نسلی قادیانی زندیق ہیں یا اہل کتاب؟ قادیانیوں کے ساتھ شرعی معاملات مثلاً نکاح، ذبیحہ وغیرہ میں زندیقوں سامعاملہ کریں گے یا اہل کتاب والا؟

سائل: عبدالستار حیدری احمد پوری معرفت دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضور باغ روڈ ملتان

الجواب بعون الوہاب: ختم نبوت کا عقیدہ تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے اوریہی عقیدہ اسلام کی بنیادی اساس ہے اگر یہ اساس قائم نہ رہے تو اسلام قائم نہیں رہ سکتا۔اس لئے اسلام کے قیام کے لئے یہ عقیدہ ایک اہم بنیاد ہے عقیدہ ختم نبوت کوئی فروعی اور جزوی مسئلہ نہیں بلکہ اسلام اور کفر کے درمیان حد فاصل ہے جیسے ایک سچے نبی کی تکذیب اورانکار کرنا کفر ہے ایسے ہی جھوٹے کاذب انسان کو نبی ماننا بھی کفر ہے اس لئے جو عقیدہ ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتا وہ بالاتفاق کافر ہے۔قرآن مجید میں ہے،فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق اذ جاء ہ الیس فی جھنم مثوی للکافرین (الایہ پ۲۴)''اس سے بڑا ظالم کون ہے جواللہ تعالی پر جھوٹ باندھے اورسچ کوجھٹلائے جب سچ ان کے پاس آچکا ہے کیا ایسے کافروں کاٹھکانہ جہنم نہیں ہے'' دوسرے مقام پرارشاد ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بالحق لماجاء ہ الیس فی جھنم مثوی للکافرین (پ۲۱ ع۴۴۳)''اس آدمی سے بڑا ظالم کون ہے جواللہ پر جھوٹ باندھے، یا اس کے پاس حق آنے کے بعد وہ حق کو جھٹلائے، کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں؟''

ان آیات میں اللہ تعالی نے جس طرح سچے نبی کی تکذیب اور اسکا انکار کرنے والے کو کافر کہا ہے اسی طرح اللہ تعالی پر جھوٹ باندھنے اور جھوٹی نبوت کا دعوی کرنے والے کو کافر قرار دیا ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مرزائی چونکہ جھوٹی نبوت کے مدعی ہیں اور جھوٹی نبوت کا مدعی کافر ہے اس لئے مرزائی کافر ہوئے۔اس کے علاوہ مرزائی بھی اسی اصول اور ضابطہ کی بناء پر مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں مرزا بشیرالدین کہتا ہے چونکہ ہم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے اس لئے قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے اس لئے غیر احمدی کافر ہیں۔

(اخبار الفضل ۲۶/۲۹ جون ۱۹۲۲)

مرزائیوں کے نزدیک کفرو اسلام کا مدار مرزا غلام احمد کی ذات ہے جواس کو نبی مانے وہ مسلمان باقی سب کافر، اسی بناء پر مرزا بشیرالدین کہتا ہے کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں (آئینہ صداقت مصنفہ مرزا بشیرالدین خلیفہ قادیاں ص ۳۵)

اس کے علاوہ انوار خلافت ص ۹۰ مرزا بشیرالدین کہتے ہیں ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالی کے ایک نبی کے منکر ہیں۔یہ حوالہ جات صاف بتلاتے ہیں کہ مرزائی مرزا غلام احمد کی نبوت کے قائل ہونے کی بناء پر کافر ہیں اس لئے ان کے کفر میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

اس کے علاوہ ایک بنیادی نکتہ یہ ہے کہ امتیں ہمیشہ نبوت کے تابع ہوتی ہیں نبوت کے بدل جانے سے امت بدل جاتی ہے یہودی اور نصرانی مسلمانوں سے نبوت کی بناء پر ہی جدا ہوئے ہیں اسی طرح مرزائی بھی مرزا کی نبوت تسلیم کرنے کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے۔

(بقیہ صفحہ نمبر 10)

تفسیر سورۃ النسآء

(قسط نمبر 13) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○

"اللہ تعالیٰ تو ان کی توبہ قبول فرماتا ہے جو نادانی میں کوئی برا کام کر بیٹھیں اور پھر بہت جلد ہی اس سے توبہ کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا، خوب حکمت والا ہے، انکی کوئی توبہ (قبول) نہیں جو (مسلسل) برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو وہ کہنے لگتا ہے (اے اللہ) میں نے اب (ان برے کاموں سے) توبہ کی اور نہ ہی اللہ ان لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے کہ جو کفر پر مرجائیں (کیونکہ) انہی لوگوں کے لیے تو ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

<u>مشکل الفاظ کے معانی:</u> اَلسُّوْٓءَ: برائی۔ لَيْسَتِ: نہیں ہے۔
اَلْـٰٔنَ: اب۔ اَلِيْمًا: دردناک۔

<u>ماقبل سے مناسبت:</u> سابقہ آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے تَوّاب (توبہ قبول کرنے والا) ہونے کا ذکر فرمایا تھا، ان آیات کریمہ میں توبہ کی قبولیت وعدم قبولیت کے اسباب کا ذکر ہوا ہے۔

<u>التوضیح:</u> اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی توبہ قبول فرماتے ہیں کہ جو نادانی سے گناہ کر بیٹھے اور گناہ سے فوراً توبہ کرتے ہوئے اپنے کئے پر شرمندہ ہو اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کرے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبٍ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ کہ جب بندہ اپنے گناہوں کا اپنے رب کے سامنے اعتراف کرتے ہوئے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔ (مسلم کتاب التوبہ باب فی حدیث الافک ج۹ ص ۹۳ رقم الحدیث: ۲۷۷۰)

<u>جہالت اور گناہ:</u> اس آیت مبارکہ میں قبولیت توبہ کی ایک شرط اللہ کریم نے بیان فرمائی اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ کہ توبہ اس کی قبول ہوتی ہے کہ جو جہالت میں گناہ کر بیٹھے۔

1۔ لفظ جہالت کے معنی ومفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مجاہد ودیگر متعدد ائمہ کرام نے کہا کہ جو شخص بھی غلطی سے بے جان بوجھ کرنا فرمانی کرے وہ جاہل ہے یہاں تک کہ وہ اس گناہ سے رک جائے۔ (تفسیر الطبری ج ٦ ص ٥٠٨ ...... تفسیر ابن ابی حاتم ج ٢ ص ٣٧٢ رقم الحدیث: ٥٠٤٥) 2۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے ابوالعالیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرمایا کرتے تھے کہ انسان جو بھی گناہ کرتا ہے وہ جہالت ہی کی وجہ سے کرتا ہے۔
(تفسیر الطبری ج ٦ ص ٥٠٧)

3۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان کی جہالت اور نادانی کی بات ہے کہ وہ برا عمل کرے۔ (تفسیر الطبری ج ٦ ص ٥٠٨) اس لیے توبہ تو اس کی قبول ہوتی ہے جو ملک الموت کے نظر آنے سے پہلے پہلے توبہ کر لے اور عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ توبہ جلد کر لیتے ہیں۔ (تفسیر الطبری ج ٦ ص ٥١٢)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے کی توبہ قبول فرماتے ہیں جو روح حلق میں اٹکنے سے پہلے پہلے توبہ کر لے۔ (ترمذی ابواب الدعوات باب التوبة مفتوح قبل الغز غز ج ١٠ ص ١٥٤ رقم الحدیث: ٣٥٣٥)

پھر فرمایا: وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ

اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا o توبہ کے معاملہ میں یہ بات قطعی ہے کہ جب انسان پر حالت نزع کا عالم ہو اور وہ موت کے آثار دیکھ لے اور روح قبض کرنے والے فرشتے اسے نظر آنا شروع ہو جائیں تو اسکے لیے توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے کیونکہ توبہ کا تعلق صرف دارالامتحان یعنی دنیا تک ہی محدود تھا، اب یہ دارالاخرت کی سرحد کے دھانے پر کھڑا ہے اور اس کا عمل اس سے منقطع ہو چکا ہے اور توبہ بذات خود ایک بہت بڑا عمل اور رضائے الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے کہ جس کا دروازہ اب اس کے لیے بند ہو چکا ہے۔

فرعون کی توبہ قبول نہ ہونے کی وجہ: فرعون کی توبہ کی عدم قبولیت کا بنیادی سبب بھی یہی تھا کہ وہ ساری زندگی احکام باری تعالیٰ کی مخالفت پر کمر بستہ اور شرک وکفر میں ڈوبا رہا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو دریا سے عبور فرمایا اور فرعون غرق ہونے لگا اور اسے اپنی موت دکھائی دی تو کہنے لگا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ o میں بھی اس ذات پر ایمان لایا جسکے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اس ذات پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوتا ہوں۔ (سورۃ یونس:۹۰) لیکن فرعون کی توبہ اور اس کا قبول اسلام اس کے کسی کام نہ آسکا کیونکہ اس کے لیے توبہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ o فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ o اب (ایمان لاتا ہے؟) اور اس سے پہلے تو سرکشی کرتا رہا اور فساد کرنے والوں میں شامل رہا تو آج ہم صرف تیری لاش کو نجات دیں گے (باقی رکھیں گے) یعنی سمندر سے نکالیں گے) تاکہ تو بعد میں آنے والوں کے لیے نشان عبرت بن جائے اور حقیقت تو یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت ہماری نشانیوں سے غافل ہے۔ (سورۃ یونس:۹۱،۹۲)

توبہ اور گنہگاروں کی اقسام: توبہ کے لحاظ سے ان دو آیات میں چار قسم کے لوگوں کا ذکر ہوا۔

1۔ وہ لوگ جنہوں نے جہالت (جان بوجھ کر یا نادانستہ) میں گناہ کئے اور پھر اللہ کے عذاب اور اپنے گناہوں کے وبال سے ڈرتے ہوئے فوراً توبہ کی تو ان کے لیے توبہ قبول کرنے کا اللہ نے وعدہ فرمایا (اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا o)

2۔ وہ لوگ جو گناہ تو کرتے چلے جاتے ہیں لیکن توبہ میں جلدی کی بجائے تاخیر کرتے ہیں تو ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

3۔ وہ لوگ کہ جنہیں توبہ کا خیال آیا بھی موت کا مشاہدہ کرنے اور توبہ کا دروازہ بند ہونے کے بعد تو ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا (وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا o)

4۔ وہ لوگ جنہوں نے کفر کی راہ کو اختیار کرتے ہوئے راہ ہدایت سے اعراض کیا اور جب موت آنے لگی تو ایمان اور توبہ کی طرف دھیان ہوا تو ایسے لوگوں کا نہ تو ایمان قبول ہوگا اور نہ ہی توبہ کیونکہ ان کے لیے عمل کا معاملہ منقطع ہو چکا ہے جبکہ ایمان اور توبہ بھی اعمال صالحہ سے ہیں، انہی جیسے (چوتھی قسم کے) لوگوں کے متعلق فرمایا اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا o کہ ایسے ہی لوگوں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

نوٹ: توبہ کی مزید تفصیل کے لیے تفسیر سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۹۰ تا ۹۱ ملاحظہ فرمائیں۔

آیات مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:

ا۔ جہالت کے سبب (یعنی دانستہ یا نادانستہ) گناہ کرنے والا اگر سچی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔

۲۔ گناہ سرزد ہو جانے کے فوراً بعد توبہ کرنا ایک مومن ہی کا شیوا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور خوب حکمت والا ہے۔

۴۔ توبہ کا دروازہ بند ہونے (موت) کے وقت ایمان اور توبہ انسان کے لیے کسی صورت نفع بخش نہ ہوگی۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے اہل کفر کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

☆.........☆.........☆

خطبہ جمعۃ المبارک
دارالحدیث اوکاڑہ میں 10 فروری 2012ء کا خطبہ جمعہ
میاں محمد جمیل
کنوینر تحریک دعوت توحید پاکستان
ارشاد فرمائیں۔ (ان شاء اللہ)
(منجانب: مولانا عبداللہ یوسف، ناظم دارالحدیث اوکاڑہ)

اسلامی معاشرے کی تشکیل ممکن ہے مگر......

مولانا عبداللطیف حلیم

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا۔ (الاحزاب:۲۱)۔

عصر حاضر ہو یا عصر ماضی یا زمانے کا تعلق مستقبل کے ساتھ ہو اللہ مالک الملک نے اسی زمانے کی قسم کھا کر ایک بہت ہی عجیب بات ارشاد فرمائی ہے: والعصر ٥ان الانسان لفی خسر ٥الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر ٥

اس سورت کی روشنی میں بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں کہ سوائے ان چار صفات کے حاملین کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں کامیاب قرار دیا ہے وہ لوگ کس قدر ذلیل اور رسوا ہوئے کہ خود تعجب کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے: فما بکت علیھم السماء والارض وما کانوا منظرین (الدخان:۲۹) کہ ان پر آسمان وزمین نے کوئی آنسو نہ بہایا ہر دور میں کامیاب وکامران صرف وہ لوگ ہوئے جو ایمان لانے کے بعد عمل صالح بھی کرتے رہے اور پھر حق کی تلقین اور صبر کی نصیحت میں ایک دوسرے سے پوری طرح ممد ومعاون رہے۔

روشن خیال، اعتدال پسند اسلامی معاشرے کی تشکیل وضرورت کیسے ممکن ہے سے قبل ایک انتہائی اہم نقطہ جس کی طرف توجہ بہت ضروری ہے وہ ایمان ہے۔ اور ایمان اس وقت حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی موجزن نہ ہو۔ میں سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کبریائی اس فرمان باری تعالیٰ میں سمجھتا ہوں کہ: لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون (الانبیاء:۲۳)۔ اللہ جو بھی کرے اس سے پوچھا نہیں جاسکتا باقی سب سے سوال کیا جائے گا۔ جب یہ عظمت دل ودماغ میں پوری طرح منقش ہو جائے تو پھر زبان اور اعضاء سے ایمان کی ایسی شعاعیں پھوٹتی ہیں کہ جن کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جنت تیار کر رکھی ہے۔ میں اس بات کی تائید میں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

رسول مکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: طھور اناء احدکم اذا ولغ فیہ الکلب ان یغسلہ سبع مرات اولھن بالتراب (صحیح مسلم) کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے پہلی مرتبہ مٹی سے دھویا جائے۔ دوسری طرف قرآن مجید میں ارشاد ہے: وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ (المائدہ:۴)۔ تمہاری تعلیم سے آراستہ کتے تمہارے پاس شکار پکڑ کر لے آئیں تو ان پر اللہ کا نام لے کر انہیں کھالو۔ برتن کے اندر جراثیم جائیں اور گوشت میں نہ جائیں یہ کیا حکمت ہے؟ بس اس حکمت کو اللہ احکم الحاکمین ہی جانتا ہے کس چیز میں کس وقت اور کس سے کیا تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے مالک اور مالک کے منتخب کردہ رسول کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کردے۔ جب تمام مومنوں اور مسلمانوں کا عقیدہ اتنا راسخ ہو جائے گا تو پھر خود بخود ایسا اسلامی معاشرہ تشکیل پائے گا جو عین سیرت طیبہ کا آئینہ دار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو ہمارے لیے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے اور آپ کی زندگی سے ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ آپ ﷺ اخلاق کریمانہ کے ساتھ ساتھ کیسی شریعت سے ہمیں روشناس کرا گئے۔

سنن نسائی میں ایک تفصیلی واقعہ ہے جس کا آخری حصہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے جن لوگوں کا خون رائیگاں اور بے کار قرار دیا کہ اگر وہ بیت اللہ کے غلاف کو بھی پکڑے کھڑے ہوں تو انہیں قتل کردیا جائے ان میں سے ایک عبداللہ بن ابی سرح بھی تھے۔ انہیں عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پناہ دے دی جب بیعت لینے کا سلسلہ شروع ہوا تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بایع عبداللہ عبداللہ سے بھی بیعت لے لیں۔ (چونکہ یہ پہلے مرتد ہو چکے تھے) فنظر الیہ ثلاثا کل ذالک یابی فبایعہ بعد ثلث آپ نے تین مرتبہ اس کی طرف دیکھا ہر مرتبہ اس کی بیعت کو رد کردیا تیسری مرتبہ اس سے بیعت لے لی پھر آپ نے فرمایا: کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں تھا کہ جب تک میں نے اس سے بیعت نہیں لی تھی تم اس کا سر تن سے جدا کردیتے۔ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہمیں آنکھ کا اشارہ ہی کردیتے ہمیں کیا معلوم تھا کہ آپ کے دل میں کیا ہے تو آپ نے تاریخی جملہ ارشاد فرمایا: انہ لا ینبغی لنبی

ان یکون لہ خائنة اعین ۔ کسی نبی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ آنکھوں کی خیانت کرنے والا ہو۔اسی لیے آپ کا فرمان ہے:"تر کتکم علی ملة البیضاء لیلها کنهارها" میں تمہیں ایسے روشن دین پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی راتیں بھی دن کی طرح روشن وتاباں ہیں۔ جب ایک مسلمان کی سوچ اور فکر اس دین کے بارے میں "الیوم اکملت لکم دینکم" کامل دین، اکمل مذہب اور روشن شریعت قرار دیا گیا ہے یہ ہو جائے کہ سمعنا و اطعنا ہم نے سن لیا اور مطیع ہو گئے تو پھر اسے دین اسلام کی ہر بات روشن خیال اور اعتدال پسند ہی نظر آئے گی تو خود بخود اسلامی معاشرہ سیرت طیبہ کی پاسداری کرتا ہوا نظر آئے گا۔

محترم بھائیو! جب دین اسلام کا نزول ہو رہا تھا وہ دور بھی معترضین سے بھرا ہوا، اشکالات ڈالنے والوں کا منبع، کبھی کبھار تو اپنوں نے بھی لاابالی پن کا مظاہرہ کر دیا۔لیکن اللہ نے ان کے اس انداز کی کوئی پرواہ نہ کی بلکہ خود یا اپنے رسول کے ذریعے اپنے فیصلے کو ہی ان پر نافذ کر کے ان کو کامیابی کی راہ پر گامزن کیا۔ پھر ایمان والے معترض نہ ہوئے بلکہ جھک گئے اور یوں جھکے کہ پوری زندگی شرمندہ رہے۔خدمت رسالتمآب ﷺ میں بنو تمیم کا ایک وفد آیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ان کا امیر قعقاع بن معبد کو ہونا چاہیے عمر رضی اللہ عنہ کہنے گے بلکہ ان کا امیر اقرع بن حابس کو ہونا چاہیے ابوبکرؓ نے کہا عمر تو ہمیشہ میری مخالفت کرتا ہے عمرؓ نے کہا نہیں نہیں تو انکی آوازیں ذرا بلند ہو گئیں ۔اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا:

یاایها الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون (الحجرات:۲) اے ایمان والو!اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو......کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ہی ضائع و برباد ہو جائیں اور تمہیں اس کا شعور بھی نہ ہو۔

ابن زبیر فرماتے ہیں: فما کان عمر یسمع رسول الله ﷺ بعد هذه الاية حتى يستفهمه ۔اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اتنی آہستہ گفتگو کرتے کہ رسول اللہ ﷺ کو پوچھنا پڑتا (صحیح بخاری کتاب التفسیر)۔

حدیبیہ کے موقع پر ایسا ہوا جب رسول مکرم ﷺ نے مشرکین کے ساتھ بظاہر نامناسب شرائط پر صلح کر لی تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

اے اللہ کے رسول ﷺ! الست نبی الله حقا؟قال بلی، قلت:السنا علی الحق وعدونا علی الباطل؟قال بلی قلت فلم نعطی الدنية فی دیننا اذا؟قال انی رسول الله ولست اعصیه وهو ناصری ۔ کیا آپ اللہ کے حق نبی نہیں؟ فرمایا: ہاں میں نے کہا: کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا پھر ہم اپنے دین میں یہ کمزوری کیوں گوارہ کریں تو آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا اور وہ میرا مددگار ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فعملت لذالک اعمالا (اپنی اس جرأت مندانہ غلطی کی وجہ سے) میں نے خوب اعمال کئے یعنی صدقہ وخیرات کئے روزے رکھے کہ میری یہ لغزش معاف ہو جائے۔ (صحیح بخاری کتاب الشروط)

جب رسول مکرم ﷺ نے زندگی کے آخری ایام میں مسلمانوں کو بلقا اور فلسطین کے علاقوں میں جا کر رومیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا اس کا امیر اسامہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔بعض لوگوں نے اسامہ کی امارت پر اعتراض کیا تو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: تم اب اسامہ کی امارت کو ہدف اعتراض ٹھہراتے ہو اس سے قبل تم اس کے باپ (زید) کی امارت پر بھی معترض ہوئے تھے۔اللہ کی قسم! زید امارت کے مستحق تھے اور میرے نزدیک سب سے زیادہ لائق محبت تھے ان کے بعد ان کا بیٹے (اسامہ) مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں (صحیح بخاری کتاب المغازی)۔

پھر رسول کریم ﷺ کی وفات ہو گئی یہ لشکر واپس پلٹ آیا آپ کی وفات کے تیسرے دن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ لشکر اسامہ کا ہر سپاہی مقام جرف پر پہنچے۔ جہاں پر اس نے پہلے دن پڑاؤ کیا تھا اس اعلان عام کے بعد صحابہ کرام نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ جن لوگوں کو اس لشکر میں بھیجا جا رہا ہے وہ مسلمانوں کے جلیل القدر افراد ہیں اور عرب کی اس وقت جو حالت ہو چکی ہے وہ آپ کے سامنے ہے ان نازک حالات میں یہ مناسب نہیں کہ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو آپ اپنے سے الگ کر دیں۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی درخواست قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوبکر کی جان ہے اگر مجھے یہ یقین ہو کہ جنگل کے درندے مجھے اٹھا کر لے جائیں گے تو بھی میں اسامہ کا لشکر ضرور روانہ کروں گا جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو روانہ کرنے کا حکم جاری فرمایا تھا پھر یہ درخواست کی گئی کہ چلو اس لشکر کا امیر اسامہ کو نہ بنائیں کسی تجربہ کار صحابی کو بنا دیں یہ پیغام لانے والے عمرؓ تھے ابوبکر صدیقؓ نے عمرؓ کی داڑھی پکڑ کر غصے سے فرمایا: اے عمر! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ جو منصب رسول اللہ ﷺ نے اسامہ کو عطا کیا میں اسے اس سے ہٹا دوں اس دور کے تمام تقاضوں اور بدلتے حالات نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم رسول سے روگردانی نہ کرنے دی بلکہ وہ

آپ کے حکم پر ڈٹے رہے۔یہ تمام امور اسلامی معاشرے کی روشن خیالی اور اعتدال پسندی میں کوئی فرق نہیں آنے دیتے جب ہمارا ایمان پختہ اور مضبوط ہو ہمارے ایمان کی کمزوری ہی ہمیں اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ شاید ہم زمانے سے پیچھے رہ گئے ہیں۔میں مثال عرض کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:ولن ترضیٰ عنک الیھود ولا النصاریٰ حتی تتبع ملتھم (البقرة) یہودی اور عیسائی تم سے کبھی بھی راضی نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ تم ان کے دین کی پیروی کرلو یعنی یہودیت اور عیسائیت قبول کیے بغیر کبھی یہ لوگ ہم سے راضی نہیں ہوسکتے تو پھر کیوں نہ ہم ان لوگوں سے ایسی ہی نفرت کا اظہار کریں جس کا ہمیں ہمارا دین حکم دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانه منھم ان اللہ لایھدی القوم الظالمین(المائدة : 51)

اے ایمان والو!یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو بھی ان سے دوستی لگائے وہ انہی میں سے ہے۔دین کا کوئی بھی حکم جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے فرمایا اس میں کوئی انتہاء پسندی نہیں۔نہ ہم اسے روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے متضاد کہہ سکتے ہیں۔بلکہ یہ تو بذات خود دین میں رخنہ اندازی اور شریعت سازی ہوگی جس کا ہمیں کوئی حق نہیں۔ہمیں صرف یہ حکم ہے:یاایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافة۔اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ۔

جب ہم اپنے دین کو اپنالیں گے اور سیرت طیبہ کی رشنی میں زندگی بسر کریں گے تو خود بخود دور حاضر کے تقاضے پورے ہوں گے اور ایک روشن خیال اعتدال پسند اسلامی معاشرہ تشکیل پائے گا۔جسکی ہمیں ضرورت ہے اگر ہم اپنے دین کو چھوڑ کر غیروں کے دین،طور،طریقوں اور معاشرت کے پیچھے دوڑیں گے تو اللہ تعالیٰ کی اس وعید کو کبھی نہیں بھولنا چاہیے فرمایا:یاایھا الذین امنوا من یرتدد منکم عن دینه فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونه اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولایخافون لومة لائم(المائدة: 54)

اے ایمان والو!جو بھی تم سے اپنے دین کو چھوڑ دے تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے گا کہ وہ ان سے محبت بھی کرتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔مومنوں کے لیے بڑے رحیم اور کفار کے لیے بڑے سخت ہوں گے اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے دین پر مستقیم ہوکر غیروں کی پرواہ کئے بغیر اپنے معاشرے کو اسلامی طور پر تشکیل دیں وگرنہ اللہ کی وعید سر پر موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔آمین

بقیہ:الاستفتاء

باقی رہا صورت سوال میں مرزائیوں کے متعلق کہ وہ زندیق ہیں یا مرتد اس کے متعلق گذارش ہے کہ جو شخص اسلام کو خیر آباد کہہ کر مرزائی ہوجائے وہ مرتد ہے اس کی سزا اسلام نے قتل رکھی ہے اور جو مرزائیوں کے ہاں پیدا ہوئے ہیں اور قادیانیت پر قائم ہیں وہ کافر ہیں باقی ان کے متعلق زندیق کا لفظ تو بہت ہلکا ہے اور زندیق کی تعریف صاحب معجم الوسیط یہ کرتے ہیں بے دین ہونا،بد اعتقاد ہونا،اسی طرح جو دعویٰ اسلام کو کرے اور باطن میں اسلام کو جھٹلائے وہ بھی زندیق کہلاتا ہے اس لحاظ سے زندیق اور منافق میں کوئی فرق نہ رہا اور اسلام نے ہر موقعہ پر زندیق کی سزا قتل بھی نہیں رکھی۔قادیانی مرزا غلام احمد کی نبوت کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں اس لئے صحیح اور درست بات یہی ہے کہ جو اسلام کو قبول کرنے کے بعد قادیانیت قبول کرلے اور اس پر قائم رہے وہ مرتد ہے اسلام میں اس کی سزا قتل ہے کیونکہ فرمان رسول ﷺ ہے، من بدل دینا فاقتلوہ ''جو مرتد ہو وہ واجب القتل ہے'' اور جو قادیانیت پر ہی پیدا ہوا اور اسی پر قائم رہا وہ کافر ہے اور کافروں سے بھی رشتہ ناطہ جوڑنے سے اسلام منع کرتا ہے۔فقط

حافظ مسعود عالم کی والدہ ماجدہ رحلت فرماگئیں!

جماعتی حلقوں میں یہ خبر نہایت حزن وملال کے ساتھ سنی گئی کہ مولانا محمد یحییٰ شرقپوریؒ کی زوجہ اور ممتاز عالم دین حافظ مسعود عالم، مولانا نعیم الرحمٰن، مولانا حمود الرحمٰن، مولانا زکریا مسعود اور پروفیسر محمد یزدی کی والدہ 18 جنوری بروز بدھ برطانیہ میں رحلت فرماگئیں انا للہ وانا الیه راجعون۔ان کا جسد خاکی 19 جنوری بروز جمعرات شرقپور لایا گیا اور نماز ظہر کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔جس میں علماء ومشائخ،طلبہ کے علاوہ تمام مکاتب فکر کے لوگوں کی بڑی تعداد شامل تھی۔

جامعہ سلفیہ کے صدر حاجی بشیر احمد کی معیت میں انتظامیہ و اساتذہ اور طلبا جنازہ میں شریک ہوئے اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔آمین

(دعاگو:ناظم نشر واشاعت جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

مروجہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت

محمد عباس طور......تاندلیانوالہ

کتب تاریخ وسیر میں رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ولادت اکثر مورخین 9ربیع الاول بیان کرتے ہیں اور ماضی قریب کے دوعظیم سیرت نگاروں علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ اور علامہ شبلی نعمانی 9ربیع الاول کو آپ ﷺ کی صحیح ترین تاریخ ولادت قرار دیا ہے۔ مصر کے مشہور ہیئت دان عالم محمود پاشا فلکی نے دلائل ریاضی سے ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت 9ربیع الاول بروز دوشنبہ بمطابق 22اپریل 571ء ہوئی تھی۔ (سیرت النبی از شبلی ص ۱۷۶) اگر بالفرض 12ربیع الاول کو آپ ﷺ کی ولادت باسعادت تسلیم کرلیا جائے تو 12ربیع الاول ہی آپ کا یوم وفات ہے جوکہ بغیر کسی اختلاف کے سب کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ دنیاوی قاعدے کے اعتبار سے بھی اگر کوئی شخص کسی تاریخ کو پیدا ہوا اور پھر اتفاق سے اسی تاریخ کو فوت ہوجائے تو عزیز واقارب اس دن خوشی نہیں مناتے۔ جبکہ شریعت محمدی میں تو قطعی طور پر کسی کی پیدائش یا وفات کا دن منانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ پھر ہم اس دن جشن مناتے ہیں جس دن آپ ﷺ نے وفات پائی جس دن سارا مدینہ سوگوار تھا اہل بیت اور صحابہ کرام پر غموں اور کرب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔

اسلام میں صرف دوعیدیں ہیں: روایت کے راوی جناب حضرت انسؓ ہیں ان سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ان لوگوں کے سال میں دودن مقرر تھے جن میں وہ کھیلتے اور خوشیاں مناتے تھے چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ یہ دو دن کیسے ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا ہم زمانہ جاہلیت سے ان دنوں میں کھیلتے اور خوشیاں مناتے چلے آرہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی نے تم کو انکے بدلہ میں دوبہتر دن عطا فرمادیے ہیں وہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن ہیں۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۱۲۶ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۶) چنانچہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تہوار کے طور پر منانے کیلئے شرعی صرف دوعیدیں ہیں، اب جو کوئی شخص اور عید منانے کی لیے ایجاد کرتا ہے وہ شخص بدعتی ہے۔

یہ عید کہاں سے آئی؟: رسول اللہ ﷺ کا عہد مبارک گزرا صحابہ کرام کا دور سعید گزرا تابعین وتبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے ادوار بھی گزرے حتی کہ اسلام کی چھ صدیاں گزر گئیں، بلکہ عہد عباسی میں مقتدی بامر اللہ کے دور خلافت میں ملک شاہ سلجوقی نے ۴۸۵ھ میں سرکاری طور پر ایک مجلس میلاد دھوم دھام سے منعقد کی اس کے بعد ساتویں صدی ہجری ۶۰۴ء میں ابو سعید کوکبوری الملقب بہ ملک المعظم مظفرالدین نے اسے رواج دیا۔ اس کے بعد ایک پیٹ پرست درباری ملاں ابن دحیہ کلبی نے اپنے اس رنگیلا شاہ آقا کو خوش کرنے کے لیے اس کی تائید میں ایک رسالہ ''التنویر فی مولد السراج المنیر'' لکھ کر شاہ اربل سے ایک ہزار اشرفی انعام حاصل کیا۔ (تاریخ ابن خلکان صفحہ ۴۳۶، ۴۳۷) ابن دحیہ کے متعلق رقمطراز ہے کہ ان جیسا کوئی جھوٹا، کذاب اور الکل پچولگانے والا کسی ماں نے کوئی دوسرا نہیں جنا۔ (میزان الاعتدال صفحہ ۲۲۸ جلد۲ لسان المیزان جلد چہارم صفحہ ۲۹۲)

چنانچہ مولانا احمد یار خاں بریلوی لکھتے ہیں کہ ''امام سخاویؒ نے فرمایا کہ میلاد شریف تینوں زمانوں میں کسی نے نہ کیا، بعد میں ایجاد ہوا جس بادشاہ نے پہلے اس کو ایجاد کیا وہ شاہ اربل ہے'' (جاء الحق جلد اول صفحہ ۲۰۸، ۲۳۶) مولانا عبدالسمیع بریلوی اپنی مایہ ناز کتاب ''انوار ساطعہ'' میں لکھتے ہیں کہ یہ محفل عید میلاد النبی ﷺ ۶۰۴ ہجری میں منائی گئی۔ (انوار ساطعہ صفحہ ۱۳۲ از مولانا عبدالسمیع بریلوی) اس حساب سے تقریبا نبی اکرم ﷺ کی وفات سے چھ سال بعد یہ محفل میلاد منائی گئی۔

محفل میلاد میں شرکت سے سید احمد شہید بریلویؒ کی معذرت: مولانا سید ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں، ۱۲ربیع الاول کو علماء و روسائے شہر مسجد میں جمع ہوئے اور سید صاحب کو بھی اس مجلس میں شرکت کی دعوت دی۔ ایک شخص نے آکر کہا کہ آج ربیع الاول کی مجلس ہے فلاں فلاں شرفاء اور روسا آپ کو شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ آرام فرمارہے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور مولانا عبدالحئی سے فرمایا کہ ان سے فرمایئے اگر اس مجلس کا انعقاد محض لہوولعب کے لیے ہے تو ہم کو شرکت سے معذور رکھیں اور اگر عبادت کی نیت سے ہے تو اسکو کتاب وسنت سے ثابت کردیں۔ (سیرت سید احمد شہید جلد اول صفحہ ۲۹۰)

برصغیر میں عید میلاد النبی ﷺ کا آغاز

لاہور میں عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس سب سے پہلے ۵ جولائی ۱۹۳۳ء بمطابق ۱۲ربیع الاول ۱۳۵۲ہجری کو نکلا اس کے لیے انگریزی حکومت سے باقائدہ لائسنس (اجازت نامہ) حاصل کیا گیا، ہوا یوں کہ موچی دروازہ لاہور کے ایک پرجوش نوجوان حافظ معراج الدین اکثر دیکھا کرتے تھے کہ ہندو اور سکھ اپنے دھرم کے بڑے بڑے آدمیوں کی یاد بڑے شاندار طریقے سے مناتے ہیں اور ان دنوں میں لمبے لمبے جلوس نکالتے ہیں کہ کئی بازار ان کی وجہ سے بند ہوجاتے ہیں، حافظ معراج الدین کے دل میں یہ خیال آیا کہ دنیا کے لیے رحمت بن کرآنے والے حضرت محمد ﷺ کی یاد میں اس سے زیادہ شاندار جلوس ہونا چاہیے۔ (روزنامہ کوہستان لاہور ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ء)

عید میلاد النبی ﷺ کے جواز کے دلائل اوران کا جائزہ

پہلی دلیل: یایها الناس قد جائتکم موعظةمن ربکم وشفاء لما فی الصدور وهدی ورحمة للمؤمنین. قل بفضل الله فبذلک فلیفرحوا هو خیر مما یجمعون. (سورۃ یونس آیہ ۵۷،۵۸)''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی حکمت، ہدایت اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے، اے میرے محبوب! فرما دیجیے اوراس کی رحمت سے تو اسی پر چاہیے وہ خوشی کریں، وہ بہتر ہے اس سے کہ وہ جمع کرتے ہیں''

وجہ استدلال: ظاہر ہے کہ نصیحت، شفا، ہدایت اور رحمت سب کچھ حضور ﷺ کی پیدائش اور تشریف آوری پر موقوف ہے اور اللہ تعالی کی سب سے بڑی رحمت ونعمت حضور ﷺ پر جتنی بھی خوشی منائی جائے کم ہے خود اللہ پاک خوشی منانے کا حکم دیتے ہیں۔ واما بنعمة ربک فحدث. ''اپنے رب کی نعمت کو بیان کرو۔'' ومحمد ﷺ نعمة الله. ''اور محمد ﷺ اللہ تعالی کی نعمت ہے'' (صحیح بخاری جلد دوئم صفحہ ۵۶۶)

اولاً: قرآن کریم کی آیت میں اللہ تعالی نے قرآن کریم کو نصیحت وشفاء اور ہدایت ورحمت کہا ہے اور بلاشبہ قرآن کریم کی یہ نعمت آپ ﷺ کی تشریف آوری کی بدولت ہی ملی ہے۔ لیکن اس مضمون اور قرآن کریم کی آیت سے ''عید میلاد النبی ﷺ'' کا ثبوت کس طرح نکلا؟ یہ آیت نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی، صحابہ کرامؓ کے سامنے نازل ہوئی مگر کسی نے بھی اس سے استدلال کر کے عید میلاد النبی ﷺ نہیں منائی، آج چودہ سو سال بعد اس آیت سے عید میلاد کا جواز کس طرح نکل آیا؟

ثانیاً: اس آیت میں بلاشبہ قرآن مجید کے نزول پر خوش ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس سے تو یہ معلوم ہوا کہ خوشی کرنی ہی ہے تو قرآن کریم کے نزول پر خوشی کرنی چاہیے کیونکہ اس پر اللہ تعالی خوش ہونے کا حکم دے رہا ہے، لیکن یہ خوشی کس طرح کی ہو؟ ظاہر بات ہے کہ اس کے لیے نہ چراغاں کی ضرورت ہے نہ جلسے جلوس کی اور نہ دھمالیں اور بھنگڑا ڈالنے کی کیونکہ فرحت ''فلیفرحوا'' کا تعلق دل سے ہے۔

ثالثاً: اگر محض نعمت ہونے سے ''عید'' کا جواز مل جاتا ہے تو پھر عیدوں کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ ''وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها'' سوچیے اب ہم کس کس نعمت پر عید منائیں؟ اور اگر کہا جائے کہ ہر نعمت پر عید کی ضرورت نہیں صرف عظیم نعمتوں پر عید منانی چاہیے۔ تو ولادت نبوی ﷺ سے بھی زیادہ عظیم دن وہ ہے جب آپ ﷺ کے سر پر تاج رکھا گیا رسالت ولادت سے بھی بڑی نعمت ہے اگر یوم ولادت عید ہے تو یوم رسالت بطریق اولی عید ہونا چاہئے اسی طرح قرآن کا نزول بہت بڑی نعمت ہے پھر تو اسی طرح یوم نزول، یوم معراج، یوم بدر، یوم فتح مکہ اور یوم تکمیل اسلام بھی ایام عید ہونے چاہئیں (فافهم)

(مأخوذ از مروجہ عید میلاد النبی حافظ صلاح الدین یوسف ص ۲۴)

دوسری دلیل: حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ بعض اہل بیت (حضرت عباس) نے خواب میں ابولہب کو دیکھا کہ اس کا برا حال ہے مصیبت دکھ تکلیف اور پریشانی میں ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا بتاؤ کیا بیت رہی ہے کہنے لگا کہ بڑا برا حال ہے ایک لمحہ بھی راحت سے نہیں گزرتا ہر وقت تکلیف میں ہوں ہاں جو میں نے بوقت ولادت رسول ﷺ ثویبہ کو آزاد کیا تھا اس کی وجہ سے مجھ پر اتنی تخفیف ہے کہ مجھے سیراب کر دیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ ثویبہ ابولہب کی وہ لونڈی تھی جسے اس نے بوقت ولادت آزاد کیا تھا اور ثویبہ نبی اکرم ﷺ کی رضاعی والدہ بھی تھی۔

وجہ استدلال: اگر ایک غیر مسلم دشمن رسول آپ ﷺ کی میلاد منائے اور اس کے عوض اس پر اللہ تعالی کا فضل ہو تو ایک سچا مسلمان میلاد منائے تو کیا اس پر اللہ تعالی کا فضل نہیں ہوگا۔ لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ میلاد منائیں تاکہ ان پر اللہ تعالی کا زیادہ سے زیادہ فضل ہو۔

جائزہ: (اولاً) یہ روایت منقطع ہے کیونکہ عروہ رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے لہذا ضعیف ہے۔ (بخاری کی وہ روایت جو معلق ہو یا جس کی سند ذکر نہ ہو ضعیف ہوسکتی ہے) ثانیاً: شریعت میں صرف نبی ﷺ کا خواب حجت ہوتا ہے اس کے علاوہ کسی کا خواب حجت نہیں ہے۔

ثالثاً: اگر نبی اکرم ﷺ کے علاوہ کسی کا خواب دین میں حجت ہے تو کیا جس نے یہ خواب دیکھا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ یا پھر آپ کے کسی دوسرے اہل بیت نے اس خواب کو حجت مانتے ہوئے ہر سال میلاد منانے کا اہتمام والتزام کیا تھا؟ رابعاً: ایک کافر کے فعل کو دیکھیں تو وہ اظہار مسرت وفرحت میں صدقہ دے کر کر رہا ہے مگر مسلمان خوشی کا اظہار جلوس نکال کر، بھنگڑا ڈال کر اور فحاشی وعریانی پھیلا کر کرتے ہیں۔ خامساً: کیا ابولہب ہر سال میلاد مناتا اور لونڈی آزاد کرتا تھا یا نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسے مستحسن گردانتے ہوئے ہر سال محفل میلاد منعقد کی؟

سادساً: ہمیں بریلوی علماء پر حیرت وافسوس ہے کہ ''عید میلاد'' کے جواز میں اگر ان کو کوئی دلیل ملی ہے تو اس ابولہب کے عمل میں جو نبی اکرم ﷺ کا بدترین دشمن تھا اور جس کی ہلاکت اور بدبختی کا ذکر خود قرآن کریم میں اس کا نام لے کر کیا گیا ہے (تبت یدا ابی لهب وتب) سابعاً: ابولہب کا یہ عمل اس وقت کا ہے جب اس کے وہم وگمان میں بھی یہ نہیں تھا کہ میرا یہ بھتیجا نبی ورسول ہوگا۔ ثامناً: علاوہ ازیں احناف کا اصول ہے کہ خبر واحد سے قرآنی حکم کے اطلاق میں تقیید اور اس کے عموم میں تخصیص نہیں کی جاسکتی۔ تو یہ

خبر واحد قرآن وسنت کے مخالف بھی ہے اور منقطع بھی۔

تاسعاً: قرآن مجید میں ہے "لایخفف عنھم العذاب" کہ کافروں سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا ابولہب کافر تھا اس کے حق میں تخفیف عذاب کیونکر متصور ہو سکتی ہے؟

عاشراً: ابولہب کا یہ واقعہ (لونڈی کو آزاد کرنا) شریعت اسلامیہ کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے شریعت اسلامیہ کے بعد تو تورات وانجیل اور دیگر شرائع سماویہ تک منسوخ ہو گئیں اور ان پر عمل ذریعہ نجات نہ رہا تو پھر ابولہب جیسے کافر کا عمل مسلمانوں کے لئے کیونکر مستحسن اور اسوہ حسنہ بن سکتا ہے باقی اس کا صدقہ تھا ہمارے مسلمانوں کا ۱۲ ربیع الاول کو سراسر اسراف وتبذیر ہے (تلک عشرۃ کاملۃ)

تیسری دلیل: "ورفعنا لک ذکرک" اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا اکثر بریلوی علماء اپنی تقریر وتحریر پہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نے خود منبر شریف پر اپنی پیدائش کا حال بیان فرمایا اور اپنی نعت شریف پڑھنے کے لئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔

جائزہ: ہم بریلوی علماء سے پوچھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی پیدائش کا بیان "یوم میلاد" ہی پر کیا تھا اور حضرت حسان کو خاص اسی دن نعت شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا نیز ہر سال "یوم میلاد" پر حضور اسی طرح کرتے تھے۔ ہاں البتہ رسول اکرم ﷺ کی ولادت اور آپ کے احوال واوصاف ہر وقت بیان کرنے جائز ہیں اس کے لئے کسی دن اور وقت کی تخصیص ضروری نہیں اور اس کا کوئی مسلمان منکر نہیں۔ اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ذکر جمیل کیلئے دن اور وقت کی تخصیص کی کیا اصل ہے

چوتھی دلیل: پاکستان میں یوم اقبال، یوم قائداعظم منایا جاتا ہے اور عیسائی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے دن کرسمس مناتے ہیں جبکہ عام لوگ اپنے برتھ ڈے مناتے ہیں لہذا ہمیں بھی میلاد النبی ﷺ منانا چاہئے کیا ہمارے نبی علامہ اقبال اور قائداعظم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور عام لوگوں سے کم ہیں۔

جائزہ: یہ سب رسومات ولادت اور برتھ ڈے (سالگرہ) وغیرہ غیر مسلم اقوام کی رسمیں ہیں جو مسلمانوں نے ان سے حاصل کی ہیں اسلام میں رسومات ولادت کا کوئی تصور نہیں اسلام میں یوم ابوبکر، یوم عثمان، یوم علی اور یوم خالد بن ولید رضی اللہ عنہم وغیرہ منانے کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ اسی طرح دوسری کئی بزرگ ہستیاں ہیں کسی کا بھی یوم ولادت تاریخ اسلام میں نہیں ملتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر مسلم اقوام کی رسمیں ہیں جو مسلمانان ہند کی رگ وپے میں رچ بس گئی ہیں۔ باقی رہا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کرسمس مناتے ہیں لہذا ہمیں بھی میلاد النبی ﷺ منانا چاہئے یہ بھی کوئی دلیل نہیں ہے دلیل صرف قرآن وسنت اور عمل صحابہ ہے وگرنہ عیسائی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بھی کہتے ہیں تو کیا ہم بھی یہ سوچ کر نبی اکرم ﷺ کو (معاذ اللہ) خدا کا بیٹا کہنا شروع کریں کہ کیا ہمارے نبی کریم ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کم ہیں۔ بلکہ اسلام ہمیں مشابہت اغیار سے روکتا ہے۔ "من تشبہ بقوم فھو منھم" کہ جو اغیار سے مشابہت اختیار کرے گا کل قیامت کے دن اسی کے ساتھ اس کا حشر ونشر ہوگا۔

پانچویں دلیل: جو لوگ میلاد مناتے ہیں ان کا جذبہ نیک ہوتا ہے اور ساتھ نیت بھی نیک ہوتی ہے اور حدیث میں ہے "انما الاعمال بالنیات" لہذا انہیں اس عمل کا ثواب ملے گا کیونکہ ان کی نیت اور جذبہ نیک ہوتے ہیں۔

جائزہ: بدعات میں جذبہ اور نیت نیک ہی ہوتے ہیں لیکن باوجود اس کے ان کا مرتکب گناہ گار رہتا ہے اور اس کے لئے اس کا عمل ثواب کی بجائے وبال بنتا ہے کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار نیز فرمایا من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام (مشکوۃ المصابیح الجزء الاول ص ۶۶) یعنی جس نے صاحب بدعت کی توقیر کی سو اس نے اسلام کے گرانے پر مدد کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدعت کتنا گھناؤنا جرم ہے تو بھلا اس کا مستحق ثواب وجزا کیسے ہو سکتا ہے۔

یاد رہے بعض نام نہاد ملاں "عید میلاد النبی" کو بدعت حسنہ کہہ دیتے ہیں بدعت بدعت ہی ہے کوئی بدعت بھی حسنہ نہیں ہے بلکہ ہر بدعت مذمومہ ہوتی ہے اور ہر بدعت گمراہی، تاریکی اور ہر قسم کے حسن سے محروم ہے۔

چھٹی دلیل: یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ سے محبت کرتا ہو اور یہ دن خاموشی سے گزار دے (یعنی ولادت نبوی ﷺ کا دن)

جائزہ (اولاً): پہلی بات تو یہ ہے کہ ان نام نہاد مولویوں کو ولادت رسول ﷺ کا انکار کرنا چاہئے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے حضور اکرم ﷺ "حضور پرنور" ہیں "نور من نور اللہ" کہ سرکار دوعالم ﷺ سراپا نور ہیں اور نور کی ولادت مضحکہ خیز عقیدہ ہے۔

ثانیاً: ایسا ممکن ہی نہیں بلکہ ایسا ہوا ہے کہ جان نثاران نبی، فدایان نبی، محبان نبی اور عقیدت مندان نبی نے یہ دن خاموشی سے گزارا ہے۔ (یعنی صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، اور محدثینؒ وائمہ مجتہدینؒ نے یہ دن خاموشی سے گزارا ہے) ثالثاً: اگر کسی کو آپ ﷺ سے سچی محبت ہے تو اسے اس دن بلکہ ہر سوموار کو روزہ رکھنا چاہئے اور حالت روزہ میں بکثرت تلاوت قرآن اور ادائیگی نوافل کرنی چاہئے جیسا کہ آپ ﷺ کا معمول زندگی تھا۔

جشن میلاد کے متعلق ائمہ احناف کے فتاویٰ

جشن میلاد کا اہتمام اور پرچار کرنے والے بھائی چونکہ اپنے آپ کو اصلی حنفی کہلاتے ہیں لہذا اگر وہ برا نہ مانیں تو اصلاح عقائد کے نیک ولولے کے

تحت ہم ان کی خدمت عالیہ میں اکابر علماء احناف کے چند فتاویٰ پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں امید ہے ہماری یہ جسارت نامناسب نہ ہوگی۔

۱.مولانا محمد حسین نعیمی بریلوی کا فتویٰ: بریلوی جماعت کے مقتدر عالم مفتی مولانا محمد حسین نعیمی نے عاشورہ محرم اور ۱۲ ربیع الاول کے جلسے جلوس جو یادگاروں کے سلسلے میں نکالے جاتے ہیں ان کی بابت فرمایا یہ مذہبی نقطہ نگاہ سے نہ فرض ہیں نہ ہی واجب ہیں ایسے جلوس دنیا کے دیگر اسلامی ممالک میں صرف اس لئے نہیں نکالے جاتے کہ یہ دین کا حصہ نہیں ہیں۔(بحوالہ روزنامہ جنگ لاہور ۱۴، اکتوبر ۱۹۸۴)

۲.مولانا احمد یار خاں بریلوی کا فتویٰ: مولانا احمد یار خاں بریلوی فرماتے ہیں میلاد شریف یا گیارھویں شریف مستحب جان کر ہمیشہ کرنا جائز نہیں۔
(کتاب المراۃ ج ۲)

۳.مولانا سعید احمد مجددی بریلوی کا فتویٰ: شہر گوجرانوالہ کا مشہور بریلوی مولوی سعید احمد مجددی لکھتا ہے کہ ہم اہل سنت میلاد منانے کو فرض یا واجب نہیں کہتے بلکہ کم از کم مباح اور زیادہ سے زیادہ مستحب جانتے ہیں (اسلام میں عید میلاد النبی کی حیثیت ص ۴۸)

تجزیہ: محترم مجددی صاحب کا یہ کہنا کہ میلاد نبوی ﷺ کو ہم مباح یا مستحب کہہ سکتے ہیں یہ ان کی اپنی اختراع ہے جبکہ شرع میں یہ نہ مباح ہے اور نہ ہی مستحب (محمد عباس طور)

۴.مولانا عبدالسمیع بریلوی کا فتویٰ: فرماتے ہیں بادشاہوں میں اول بادشاہ ابوسعید مظفر نے مولود شریف تخصیص وتعین کے ساتھ ربیع الاول میں کیا اور یہ سامان فرحت وسرور کرنا اور اس کو بھی مخصوص ماہ ربیع الاول کے ساتھ اور اس میں بھی خاص وہی بارھواں دن میلاد شریف کا معین کرنا بعد میں ہوا یعنی چھٹی صدی کے آخر میں (انوار ساطعہ)

۵.قاضی شہاب الدین حنفی کا فتویٰ: محفل میلاد کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: سئل القاضی عن مجلس المولد الشریف قال لاینعقد لانه محدث و کل محدث ضلالة و کل ضلالة فی النار وما یفعلون من الجھال علی رأس کل حول فی شھر الربیع الاول لیس بشیء (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱۸)'' قاضی شہاب الدین سے مجلس مولود کے بارے میں دریافت کیا گیا توانہوں نے فرمایا یہ مجلس نہ جمائی جائے کیونکہ یہ بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے اور یہ جو جاہل لوگ ہر سال کی ابتداء ربیع الاول کے مہینہ میں کرتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

امام عبدالرحمن مغربی حنفی کا فتویٰ: ان المولد بدعة لم یقل به و لم یفعله رسول الله ﷺ والخلفاء والائمة (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۱)'' کہ میلاد کرنا بدعت ہے جس کا نہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور نہ خود عمل کیا اور نہ خلفاء راشدین اور آئمہ دین نے ایسا کیا ہے۔

۷.امام احمد بصریؒ کا فتویٰ: امام احمد بصریؒ اپنی کتاب ''قول معتمد'' میں لکھتے ہیں: قد اتفق علماء المذاھب الاربعة علی ذم العمل به ''یعنی چاروں مذاہب کے علماء کا مجلس میلاد کی برائی پر اجماع ہے'' (تفصیل کیلئے دیکھئے کتاب قوم معتمد)

۸.شیخ تاج الدینؒ فاکہانی کا فتویٰ: شیخ تاج الدین فاکہانی اپنی کتاب المورد فی کلام المولد میں لکھتے ہیں ''ھو بدعة احدثھا البطالون وشھوة نفس اعتنی بھا الاکالون ''یعنی مجلس مروجہ باطل پرست لوگوں کی ایجاد کردہ بدعت ہے اور پیٹ کے بچاریوں کی نفس پرستی کو پورا کرنے کی ایک مشین ہے''

۹.شیخ علاؤالدین کا فتویٰ: شیخ علاؤالدین نے کتاب ''شرح البعث'' میں لکھا ہے ''ما یحتفل لمولده بدعة یذم فاعله ''یعنی اس محفل کا انعقاد بدعت ہے اس کے منانے والے بدترین لوگ ہیں۔

۱۰.علامہ سخاویؒ کا فتویٰ: مروجہ محفل میلاد کے متعلق علامہ سخاوی رقمطراز ہیں ''ان عمل المولد لم ینقل عن احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثة الفاضلة وانما حدث بعدھم ''یعنی محفل میلاد کا ثبوت قرون ثلاثہ میں جو افضل زمانہ سلف صالحین سے ہے کوئی نہیں ملتا ہے بلکہ یہ بعد کی ایجاد ہے۔ یہی ابن حجر عسقلانیؒ کا نقطہ نظر ہے ''لم ینقل عن احد من السلف الصالح ''یعنی محفل میلاد بدعت ہے سلف صالحین سے ثابت نہیں۔

۱۱.علامہ حسن بن علی کا فتویٰ: علامہ حسن بن علی نے طریقة السنہ میں لکھا ہے لااصل له فی الشرع بل ھو بدعة مذمومة ''یعنی شرع میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ وہ مذموم بدعت ہے۔

۱۲.حافظ ابوبکر بغدادی کا فتویٰ: حافظ ابوبکر بغدادی الشہیر بابن نقطہ اپنے ''فتاویٰ'' میں لکھتے ہیں ان عمل المولود لم ینقل عن السلف ولا خیر فیما لم یعمل السلف یعنی مجلس میلاد سلف سے منقول نہیں اور اس کام میں کبھی خیر وبرکت نہیں ہوسکتی جسے سلف نے نہ کیا ہو۔

۱۳.حضرت مجدد الف ثانی کا فتویٰ: محبوب سبحانی خواجہ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی سے میلاد النبی کے بارہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا بنظر انصاف ببیند اگر حضرت ایشاں فرمادریں زماں موجودہ بودند ودر دنیا زندہ مے بودند واین مجالس واجتماع کہ منعقد مے شر آیا باین راضی می شدند واین اجتماع را مے پسندیدند یانہ یقین فقیر آں است کہ ہرگز این معنی را تجویز نمی فرمودند بلکہ انکار مے نمودند مقصود فقیر اعلام بود قبول کنند یا نکنند ہیچ

مضائقہ نیست وگنجائش مشاجرہ نہ (مکتوبات حصہ پنج ص ۲۲ مکتوب ۲۷۳ وفتاویٰ نزیریہ ج اص ۲۲۳) کہ بنظر انصاف دیکھو اگر بالفرض حضور اس زمانہ میں موجود ہوتے اور یہ میلاد کی مجلس اور اجتماعات منعقد ہوتے دیکھتے تو کیا اس بدعت پر وہ راضی ہوتے؟ اور ان اجتماعات کو پسند فرماتے؟ فقیر کا یقین یہ ہے کہ آپ اس بدعت کو منظور نہ فرماتے بلکہ انکار ہی فرماتے فقیر کا مقصد تو صرف اطلاع دینا ہے قبول کریں یا نہ کریں مجھے کوئی پرواہ نہیں اور جھگڑے کی کوئی ضرورت نہیں۔

۱۴۔شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کا فتویٰ: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے کسی نے پوچھا کہ ربیع الاول کے دنوں میں حضور علیہ السلام کی روح مبارک کو مختلف الانواع کے کھانے کھلانے سے ثواب پہنچانا جائز ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کام کے لئے وقت اور دن کی تعیین اور مہینہ خاص کرنا بدعت ہے اور سنت کے مخالف ہے اور سنت کی مخالفت حرام ہے لہذا بالکل جائز نہیں ہے (فتاویٰ عزیزیہ ص ۹۳) نیز شاہ صاحب اپنی کتاب ''تحفۃ اثنا عشریہ'' میں لکھتے ہیں روز تولد ہیچ نبی عید گردانیدن یعنی کسی پیغمبر کی وفات یا ولادت کے دن کو عید کی طرح منانا جائز نہیں ہے۔

۱۵۔مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ: مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں جو کچھ بندہ کو مشاہدہ ہے وہ یہ ہے کہ مولود کو سننے والے اور مشغوف مجالس موجود صدہا ہوتے ہیں کہ ان میں ایک بھی سنت کا متبع اور محب نہیں ہوتا اور عمر بھر مولود سننے سے محبت رسول اللہ ﷺ ومحبت سنت ذرہ بھر بھی ان کے دل میں پیدا نہیں ہوتی بلکہ بے اعتنا ہی عبادت اور سنت سے بے رغبتی ان کے جی میں آجاتی ہے۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۲۸) نیز گنگوہی صاحب فتاویٰ ''مولود عرس'' میں لکھتے ہیں ایسی مجلس ناجائز ہے اور اسی میں شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب فخر عالم علیہ السلام کو کرنا اگر حاضر ناظر جان کر کرے تو کفر ہے اور ایسی مجلس میں جانا اور شریک ہونا ناجائز ہے۔ اس فتوئی پر مولانا محمود صاحب حنفی، مولانا محمد ناظر صاحب حنفی اور مولانا عبدالخالق صاحب حنفی وغیرہ کے دستخط ہیں۔

۱۶۔مولانا اشرف علی تھانوی: مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنے رسالہ ''طریقہ مولد'' میں لکھا ہے ایسی مجلس بالکل ناجائز اور گناہ ہے۔

۱۷۔علامہ جلال الدین سیوطی: علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں: واول من احدث ذلک ابن المظفر ابوسعید بن زین الدین علی احد الملوک الایجاد (حسن المقصد فی عمل المولد) کہ سب سے پہلے جس نے اس بدعت کو ایجاد کیا وہ ابوسعید ابن مظفر کوکبوری ہے۔

ذرا سوچئے: ہم ہر سال ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو جو میلادالنبی کے جلوس اور جشن مناتے ہیں ان ڈھول تماشے، دھمال، بھنگڑا، قوالیوں اور فلمی گانوں کی ریکارڈنگ سے ایک سماں بندھ جاتا ہے کیا جو پیغمبر امام الانبیاء ہو اس کی وفات کے دن ایسا کرنا کہاں تک درست ہے۔ خیر القرون میں اس نام سے کسی تقریب کا اہتمام نہیں ہوتا تھا چنانچہ حضور کی زندگی میں قبل از بعثت چالیس دفعہ یہ روز جلوہ افروز ہوا اور زمانہ نبوت میں تیئس دفعہ وفات تک تریسٹھ دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں دو دفعہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں دس، گیارہ مرتبہ، خلافت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ میں بارہ دفعہ، خلافت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پانچ چھ دفعہ، خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں بیس دفعہ، آخری صحابی ابوالطفیل عامر بن واثلہ لیثی کی وفات تک یہ یوم میلاد ایک سو تریسٹھ بار آیا انہوں نے اس طرح محبت کا اظہار نہیں کیا جس طرح آج نام کے مسلمان کرتے ہیں۔ کیا ان کو رسول اکرم ﷺ سے محبت نہیں تھی پھر یہ یوم میلاد تابعین عظام کے دور میں جن کا دور ۱۱۰ھ سے شروع ہو کر ۱۸۰ تک رہا ہے پھر تبع تابعینؒ کے دور میں جن کا دور ۱۸۰ھ سے شروع ہو کر ۲۲۰ھ تک رہا پھر کیا ائمہ اربعہ میں سے امام ابوحنیفہؒ نے اپنی ستر سالہ زندگی میں امام شافعیؒ نے اپنی چون سالہ زندگی میں، امام مالکؒ نے اپنی انانوے سالہ زندگی میں اور امام احمد بن حنبلؒ کی وفات تک ۲۹۴ دفعہ آچکا تھا۔ اسی طرح محدثین عظام جنہوں نے اپنی پوری زندگیاں رسول اکرم ﷺ کے فرامین جمع کرنے میں صرف کر دیں انہوں نے بھی آپ ﷺ کا یوم ولادت نہیں منایا پھر یہی دن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اکانوے سالہ زندگی میں آیا لیکن نہیں منایا۔ جب صحابہ کرامؓ سے لیکر محدثین کرام تک جلوس نکالنے اور جشن منانے سے خوشی کا مظاہرہ نہیں کیا تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے اگر یہ کام نیکی ہوتا تو وہ ایسا ضرور کرتے جب انہوں نے نہیں کیا تو پھر اس کے نیکی اور عبادت کہنا کہاں تک درست ہے؟ افسوس تو اس بات کا ہے کہ اگر سادہ لوح انسان ان کی ایسی خرافات سن کر حق کی طرف قدم بڑھاتا ہے تو ان کے مولوی اسی آواز کی تبلیغ کرتے ہیں۔

نہ ٹھیک ان کی ہرگز کوئی بات سمجھو
وہ دن کو کہیں دن تو تم رات سمجھو

عوام کو اہل حق کی مجالس سے روکا جاتا ہے اور ہماری باتوں کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ وہابیوں کی کوئی بات نہ سنو بعثت محمدی پر اہل مکہ بھی کہتے تھے اس شخص یعنی محمد ﷺ کی کوئی بات نہ سنو جھوٹ بولتا ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) بے دین ہے اور کہتا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو تو ہر مسلمان کو چاہئے کہ جو بھی دعوت حق دیتا ہے اسے مان لینا چاہئے

نیک باتوں پر عمل کرنا تمہارا کام ہے
یہ نہ دیکھ کہنے والا کون ہے کیا نام ہے

دجالی تہذیب

پروفیسر رعیت علی بقاپوری

کیا سونے چاندی کے ڈھیر، زرق برق ملبوسات، شاندار حویلیاں، روشن مارکیٹیں، فلک بوس عمارات، رفیع الشان مالیاتی مراکز، پرکشش تفریح گاہیں، ٹھنڈے اور صحت افزا مقامات، بڑے بڑے انتظامی دفاتر، نئے نئے ماڈل کی خوبصورت گاڑیاں، رزق کے انبار، اسلحے کے ذخائر، پرشکوہ شاہراہیں اور بڑے بڑے فوجی لشکر خیر اور عدل کے نفیس اور مقدس تصورات واحساسات کا نعم البدل بن سکتے ہیں۔ میرے خیال کے مطابق ہر وہ انسان جو صاحب ایمان ہے وہ اس سوال کا جواب نفی میں دے گا کہ عصر جدید میں ٹیکنالوجی کی ترقی، انسانی ذہن کی ایجادی صلاحیت، تخلیق کاروں کی جدت آفرینی، معلومات تازہ کا سیل رواں، آسائشوں اور سہولتوں کی فراوانی، حسن و جمال کی کثرت، رزق کے خزائن میں غیر محدود اضافہ، انسانی ذہن کی تسخیری قوت اور دنیا کے بعض علاقوں میں بہشت ارضی کے مناظر دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ انسان ترقی کے اعتبار سے بہت آگے جا چکا ہے لیکن اسکے ساتھ ساتھ دنیا کے وسیع علاقوں میں بھوک اور قحط کا رواج، فتنہ وفساد کے حالات، انسانی جانوں کا اتلاف، معاشی بدحالی، جہالت، بیماریوں کی بڑھتی ہوئی شرح، دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے واقعات، پرتشدد کاروائیاں، موت کا کھیل کھیلنے والے جنگجو افراد کے تخریبی عزائم، بے جواز جنگیں، معصوم ومظلوم انسانوں کی بے بسی اور مقہور ومجبور انسانوں کی دلدوز فریادیں، اذیت کدوں میں قید بے گناہ قیدیوں کی حالت زار، اخلاقی قدروں کا بحران، رشتوں کا انقطاع، سماجی انارکی، انسانوں کا ظلم، استحصالی ہتھکنڈے جمہوریت کے نام پر عوامی امنگوں کا قتل عام، کرپشن کے مکروہ دھندے اور فحاشی کے غلیظ مظاہر دیکھ کر انسان کا دل دُکھ اور اذیت کی کیفیات سے بھر جاتا ہے اور انسانیت کے شاندار مستقبل سے مایوسی ہو جاتی ہے، آج حکمرانوں کے محل نما دفتروں میں فحاشی کی محفلیں آراستہ کی جاتی ہیں رقص وسرود کے جشن منائے جاتے ہیں اور انہیں ثقافت کا نام دے کران پر کروڑوں زر وپے برباد کیے جاتے ہیں۔ دوسری طرف حالت یہ ہے کہ غریب انسان کا بچہ بیمار ہو جائے تو اس کے لیے ہسپتال سے مفت ادویات ملنا امر محال ہے، یہ ہے جدید فلاحی دنیا کا نقشہ غرباء غربت زدگی کی بدولت شعور انسانیت اور فہم وجود سے محروم ہو چکے ہیں جبکہ امراء بہشتی زندگی کی لذتوں سے مسرور ہو رہے ہیں۔ ایک طرف دولت کی کثرت کا یہ حال ہے کہ لوگ فضول تقریبات کا اہتمام کرتے ہیں اور ان پر اربوں روپے خرچ کر دیتے ہیں، دوسری طرف غربت کی یہ کیفیت ہے کہ لوگ زندہ رہنے کی امنگ سے عاری ہوتے جا رہے ہیں۔ اخلاقی قدروں کا بحران، عدل اجتماعی کا فقدان، جنگوں کے بڑھتے ہوئے رجحانات، فحاشی کی ترویج، نیم عریاں ملبوسات کا استعمال، ظالمانہ کاروائیوں کی بہتات، انسانیت کی تذلیل، دولت کی پرستش، کرپشن کے بڑھتے ہوئے سکینڈلز، لاعلاج امراض، ذہنی بے چینی، روحانی سکون کی دولت سے محرومی، خودکشی کے واقعات میں اضافہ بنی نوع انسان کے لیے حالات زندگی کو دشوار سے دشوار تر بنانے کا سلسلہ اور مہلک اسلحہ کا عسکری استعمال، فضائی آبی اور زمینی آلودگی، مادی اور اخلاقی غلاظت، ذہنوں کا انتشار، زندگی میں لایعنیت کا بڑھتا ہوا احساس، انسانوں کی حرص، قناعت کی عدم موجودگی، اللہ کے ذکر سے دوری، تعمیر آخرت کے تصورات سے انسانوں کا دور ہونا اور دنیا کی لذتوں پر دیوانہ وار فریفتہ ہونا تہذیب جدید کے وہ مظاہر ہیں جنہیں دیکھ کر انسان کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ عصر جدید کا انسان فارغ وقت میں فحش لٹریچر پڑھتا ہے یا گانا موسیقی سے دل بہلاتا ہے اسے اپنے کاروبار کی ترقی کی فکر ہے، کروڑ پتی بنتا ہے تو ارب پتی بننے کی دُھن اس کے سر پر سوار ہو جاتی ہے، یہ خوبصورت بدن کا مالک، خوبصورت انسان دولت کا قیدی بن گیا ہے، اسے زیادہ سے زیادہ دولت کے حصول کی فکر ہے، اسے پتہ ہے کہ دولت کی کثرت سے معاشرے میں اس کی حیثیت میں اضافہ ہوتا ہے، اسے عزت ملتی ہے، دنیا جہان کی لذتیں اور مسرتیں اسے میسر آتی ہیں، اسے ذہنی آسودگی ملتی ہے اور خوشحالی کی یہ نعمت ملنے کے بعد یہ سرکش انسان اللہ کے قانون سے باغی ہو جاتا ہے۔

عصر جدید میں اس اخلاقی اور روحانی بغاوت کی لاتعداد شکلیں منصہ شہود پر آ چکی ہیں، فحاشی کو ثقافت کا نام دے دیا گیا ہے، بڑے بڑے شہروں کے کلچرل شوز میں خوشحال اور امیر طبقے کی بیگمات اور نوجوان خواتین اور ان کے ساتھ نوجوان مرد مل کر بیٹھتے ہیں اور کسی ذلیل مغنیہ یا رقاصہ کے

نغمہ ورقص سے لطف اندوز ہوتے ہیں، فحاشی کے ان اعلانیہ مناظر میں اللہ کے اخلاقی قانون کا مذاق اڑایا جاتا ہے، مذہبی تعلیمات کو دَوْرِ قدیم کے توہمات کا نام دے کر روایت تہذیب سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ اخلاقی بے راہ روی اور حرام کاری کو جدیدیت اور تہذیب کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

تہذیب جدید کو اگر اخلاقی حوالے سے ملاحظہ کریں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آج کا انسان اخلاقی قدروں کی پابندی سے آزاد ہو گیا ہے، انسانی رشتوں کا احترام ختم ہو گیا ہے، چغلی کھانا، غیبت کرنا، بہتان تراشی، حسد وبغض کے جذبات سے لیس ہو کر اپنا اور دیگر انسانوں کا سکون برباد کرنے کے واقعات کو معمولی سمجھا جاتا ہے۔ سماجی اعتبار سے دیکھیں تو پیار ومحبت اور اخوت ومروت کے رویے دَم توڑ گئے ہیں، ہمسایوں اور رشتہ داروں کے حقوق کا کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا ہے، بزرگوں کی بے ادبی کی جاتی ہے، عورت جنس بازار بن چکی ہے، مفادات پرستشی کا دور دورہ ہے اللہ کا خوف دلوں سے رخصت ہو گیا ہے، معاشی رویوں کے حوالے سے دیکھیں تو رزق حلال آج کے دور میں نایاب بن گیا ہے، دوسروں کی جیبیں خالی کیجاتی ہیں، سودی معیشت کا چلن ہے، جو بازاری ملاوٹ، بے جا مہنگائی سمگلنگ، ٹیکس، چوری، ذخیرہ اندوزی، سٹے بازی، فراڈ سے مال کمانا، استحصال کاری، چوری ڈکیتی، حرام ذرائع سے مال کمانے کے رجحانات ترقی پر ہیں، انسانوں کو بس پیسے کی ضرورت ہے وہ کہیں سے مل جائے، دوسری طرف قتل وغارت گری کا بازار گرم ہے، تحمل اور رواداری کے احساسات روحوں سے غائب ہو گئے ہیں، معمولی رنجش پر دوسرے انسان کو گولی مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے، خدمت انسانیت کے تصورات سے انسانوں کے سینے خالی ہو چکے ہیں، جنگل کا قانون نافذ ہے، انسان بے مقصد اور شتر بے مہار کی سی زندگی گزار رہا ہے اسی لیے عارضہ ہائے قلب، فالج، شوگر، ہیپاٹائٹس، کینسر، ڈپریشن اور ذہنی تناؤ کے امراض کی تعداد میں ہولناک اضافہ ہو گیا ہے، فیکٹریوں میں انسان نما مشین ہیں، انسانوں سے بے پناہ مشقت کروائی جاتی ہے اور رزق کے سارے وسائل صنعت کار کے قبضے میں چلے جاتے ہیں جو کہ ٹھاٹھوں کے ساتھ عالی شان محلات میں زندگی گزارتا ہے، طبقہ اشرافیہ کے افراد کا رہن سہن عام افراد سے جدا ہے۔ عصر جدید کی صورت گری میں ان مفکرین کا بھی بڑا اہم کردار ہے، جنہوں نے انسانی آزادی کے تصورات عام کیے، انہوں نے اخلاقی قدروں سے تو انسانوں کو آزاد کر دیا لیکن وہ انسانوں کی قید سے معصوم انسان کو رہائی نہ دلا سکے۔ آج کی دنیا بھی عسکری اور جمہوری آمریتوں کے حلقہ اقتدار میں جکڑی ہوئی ہے۔

جاگیردار سیاستدانوں کے پاس وسیع قطعات اراضی ہیں وہ شہروں کے پوش علاقوں میں بڑے بڑے محلات کے مالک ہیں، سیاست کے ایوانوں پر ان کا قبضہ ہے۔ آرمی اور پولیس کے دستے ان کے محافظ ہیں اور عوام ان کے غلام ہیں، قومی خزانہ ان کی ذاتی ملکیت ہے، ان کی کرپشن کے واقعات سے ہر انسان واقف ہے لیکن اس کے باوجود یہ خبیث ولعین افراد معزز تر ہیں، سول اور فوجی بیوروکریٹ بھی بادشاہوں کی طرح رہتے ہیں، ان کے پاس بھی رزق کے وسیع خزانے ہیں، زندگی کی مسرتیں ان کے ہم رکاب ہیں، ان کے لیے دنیا ایک بہشت ہے، صنعت کار اور بزنس مین کے پاس بھی دولت کی فراوانی ہے، ان کے پاس بھی دنیا جہان کی سہولتیں لذتیں اور آسائشیں ہیں، جبکہ عام لوگ خوشیوں اور لذتوں کے لیے ترستے رہتے ہیں۔ ذہین لوگ اخلاقی بے راہ روی پھیلانے میں آگے ہیں، پروفیسر لیول کے لوگ رقاص اور گلوکار بن کر اعلیٰ انسانی قدروں کا سرعام مذاق اڑاتے پھرتے ہیں۔ ابرار الحق الماس بوبی جیسے حیاء باختہ افراد کو ٹیلی ویژن پر آئیڈیل اور ہیرو افراد کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے جبکہ شریعت اسلامیہ کی رو سے یہ لوگ اللہ کے اخلاقی قانون کے باغی ہیں، یہ لوگ قابل سزا ہیں، ہمارا اسلامی سماج ان گلوکاروں اور جنسی اعتبار سے آوارہ مزاجوں کو سر آنکھوں پر بٹھاتا ہے۔ جب تہذیبی بحران اس سطح پر آ جائے تو پھر اللہ کے عذاب کے تازیانے برسنے میں دیر نہیں لگتی، جب بد تہذیب اور آوارہ مزاج انسان قوم کے لیڈرز بن جائیں تو پھر عوام کی اجتماعی ہلاکت کے فرامین امرالٰہی سے صادر ہونے لگتے ہیں، تب آسمانی اور ارضی آفات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، آبادیوں کی آبادیاں ہلاک ہو جاتی ہیں، دھرتی کو خبیث اور بدکردار انسانوں کے وجود سے پاک کر دیا جاتا ہے، اسلامی فلاحی ریاستوں کے تصورات کہاں گم ہو گئے؟ آج کی اسلامی ریاستیں دجالی معاشرت کا نقشہ پیش کر رہی ہیں، العدل اور الاحسان کا سیاسی سماجی اور معاشی نظام دھرتی پر کہیں دکھائی نہیں دیتا، غرباء اذیتوں کا شکار ہیں مظلوموں کے لیے عرصہ حیات تنگ ہو گیا ہے، عورت حیاء کے زیور سے محروم ہو کر انجان راہوں پر چل نکلی ہے، دنیا ایک جہنم کا منظر پیش کر رہی ہے، رقص وسرود کی محفلیں، فحاشی کے کھیل، کرکٹ، ہاکی، ٹیبل ٹینس جیسے کھیلوں میں عورتوں کی شرکت اور مخلوط محفلیں، بڑے بڑے پنج تارہ ریستورانوں میں زنا کاری اور فحاشی کے اڈے اللہ کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں، امراء غرباء کی خدمت کے مشن سے بے نیاز ہو کر گزر رہے ہیں۔

(بقیہ صفحہ نمبر 18)

سگریٹ نوشی حرام ہے!

حافظ کامران صدیقی، متعلم جامعہ اہلحدیث

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث. ''اور وہ (محمد ﷺ) پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرمایا ہے۔'' (الاعراف:۱۵۷)

آج کل سگریٹ نوشی عام ہے، گھر میں کھانا ہو یا نہ ہو سگریٹ جیب میں ضرور ہوتا ہے، جبکہ سگریٹ نوشی مہلک وجان لیوا بیماریوں میں سے ایک اور غلیظ ترین چیز ہے اور سگریٹ نوشی ایسا فعل ہے جس میں جان، مال، دونوں کا ضیاع ہوتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة. ''اور تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔'' (البقرہ:۱۹۵)

رسول مکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ ''جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔'' اس کے باوجود بھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ سگریٹ نوشی حرام نہیں مکروہ ہے تو ہم کہتے ہیں اگر مکروہ (ناپسندیدہ) ہے تو آپ چھوڑتے کیوں نہیں؟ جبکہ مکروہ چیز بھی تقریباً حرام ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے ''بے شک حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ امور مشتبہ قسم کے ہوتے ہیں جنہیں بہت سارے لوگ نہیں مانتے جو شخص ان مشتبہ امور سے بھی بچتا ہے وہ اپنے دین کو اور اپنی عزت کو بچالیتا ہے اور جو ان سے نہیں بچتا وہ حرام میں واقع ہو جاتا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

جبکہ دین اسلام پانچ چیزوں کی حفاظت کا حکم دیتا ہے، جان، عقل، مال، دین اور عزت۔ جبکہ اطباء اور علماء کا اتفاق ہے کہ سگریٹ نوشی کرنے سے چار چیزوں کا نقصان ہوتا ہے اسی لیے علماء نے اسے حرام قرار دینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔ ان علماء میں الشیخ عبدالعزیز بن باز، الشیخ محمد بن ابراہیم، الشیخ عبدالرحمٰن ناصر السعدی، الشیخ عبدالرزاق العفیفی اور الشیخ ابوبکر جابر الجزائری وغیرہ شامل ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ''میری امت کے سارے لوگوں کو معاف کر دیا جائے گا، سوائے اس کے جو کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں'' سگریٹ نوشی کرنے والوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جو شخص کچا لہسن یا پیاز کھائے وہ ہمارے قریب نہ آئے اور وہ ہماری مسجد سے بھی دور رہے'' جبکہ سگریٹ کی بدبو لہسن اور پیاز سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے، اس لیے سگریٹ نوشی کرنے والوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

بقیہ: دجالی تہذیب

والدین کا احترام دلوں سے رخصت ہو گیا ہے، انسان انسان کا گلا کاٹ رہا ہے، دولت کے ذخائر پر قبضہ کرنے کے لیے افراد واقوام کے درمیان ایک معرکہ جاری ہے، مہلک اسلحہ کے استعمال سے گلستانوں کو ویرانوں میں بدلا جا رہا ہے، بچے عورتیں، بوڑھے اور جوان قتل ہو رہے ہیں، انسان گھاس کے تنکے سے بھی کم قیمت ہو گیا ہے، ظالم دہشت گرد معصوم انسانوں کو ڈرون حملوں سے ہلاک کر رہے ہیں۔

لیڈران کرام قوم کی ہلاکت کے سودے کر رہے ہیں، لوگوں کی لاشوں پر رقص مسرت ہو رہا ہے، ظالم قہقہے لگا رہے ہیں جبکہ شرفاء ذلیل ہو رہے ہیں، ٹیکنالوجی کی حیرت انگیز ترقی رزق کی فراوانی، عالی شان عمارات کی قطاریں، شاندار گاڑیوں کے پہرے، سامان لذت کی کثرت، سہولیات کا اژدہام، تصورات زندگی کا روز افزوں پھیلاؤ، انسانی ذہنوں کا تسلط، تسخیر فطرت کی انسانی صلاحیت، تکنیکی ایجادات کا سیل رواں اور تفریح گاہوں کی بہتات کے باوجود انسان پریشان ہے، اسے منزل حیات کا سرا نہیں مل رہا، فضول مشاغل سے دل بہلاتا ہے، نائٹ کلبس آباد کرتا ہے، پہروش عورتوں کے جھرمٹ میں بیٹھ کر بے حیائی کے ریکارڈ قائم کرتا ہے، یہ انسان دجالی تہذیب کا نمائندہ ہے، اللہ کا فیصلہ نافذ ہونے کو ہے اور عذاب کے فرشتے نازل ہونے کو ہیں۔

اگر عصر جدید کے حیوانی طاغوتی ودجالی تمدن کے عادی انسانوں نے اجتماعی توبہ نہ کی تو بینکوں کی عالی شان عمارات، کاروباری مراکز کی پرشکوہ بلڈنگز، انسانوں کی ترقیاتی پلاننگ اور خوفناک عسکری لشکروں کے تحرک کے باوجود جدید مادی اور شیطانی معاشرت اللہ کے ہولناک عذابات کی زد میں آ کر صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی اور یوں عصر جدید کا انسان جو بحر وبر میں اپنی حکمرانی کے بلند دعوی کر رہا ہے خس وخاشاک کی طرح برباد وہلاک ہو کر اس دنیا سے نابود ہو جائے گا اور اس کا مرثیہ لکھنے کے لیے بھی کوئی مصنف یا شاعر باقی نہ رہے گا۔

اس لیے کہ دور حاضر کے نوبل انعام یافتہ ادیب اور لکھاری بھی فحاشی عریانی پر قائم تمدن کے گن گا رہے ہیں اور بقول حکیم الامت

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے دنیا والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

☆..........☆..........☆

جماعتی خبریں

1- تبلیغی رپورٹ

مورخہ 14 جنوری بعد نماز مغرب جامع مسجد عثمان غنیؓ متصل لاہور روڈ شیخوپورہ میں اہل حدیث کی مختلف تنظیموں کا مشترکہ اجلاس ہوا جس میں دعوت اسلام اتحاد کونسل کا فیصلہ ہوا، جماعت اہل حدیث ضلع شیخوپورہ کے ناظم اعلیٰ مولانا ابوبکر صدیق ،مولانا حاجی محمد ابراہیم شامل ہوئے اور دعوت اسلام، اصلاح واتحاد کی ہر کوشش میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کا اظہار کیا حافظ محمد عثمان اس کے ابتدائی امیر، نگران محمد داسد رابطہ سیکرٹری چنے گئے، احباب جماعت کو یاد رہے کہ حسب سابق اصلاح امت کنونشن ماہ فروری کے آخر میں مرکز اصلاح امت فاروق آباد میں ہو رہا ہے۔اس میں خاص و عام علماء واحباب کو دعوت شمولیت ہے۔

2- اصلاح امت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فان لم تفعل فمابلغت رسالته والله يعصمك من الناس اے میرے محبوب ﷺ امت کی ہدایت، رہبری، اصلاح، تعلیم وتربیت کے لیے میرے جملہ احکامات لوگوں تک پہنچا دیجیے، بلکہ جو پریکٹیکل چیزیں ہیں انہیں سمجھا دیجیے اور جو بھیانک انجام سے دوچار کرنے والی چیزیں ہیں ان سے ڈرایئے۔امت مسلمہ کی اصلاح محمدی مشن ہے، جس میں کوتاہی اللہ کو بھی گوارا نہیں بلکہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ نے اپنے اصلاحی خطاب میں هل بلغت رسالة ربی فرما کر اس مشن کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور ساتھ ہی فيبلغ الشاهد الغائب کی قید لگا کر علمائے امت کو بلکہ اگر سمجھیں تو ہر کلمہ گو کو اصلاح امت کا مکلف بنا دیا۔اصلاح امت کے سلسلہ میں ہی الحمدللہ نشاۃ ثانیہ میں ناظم تبلیغ حافظ محمد رفیق طاہر فاروق آباد کی نگرانی میں یہ مشن شروع ہوا جو کہ بدستور جاری ہے جس کے ماشاء اللہ بڑے اچھے نتائج حاصل ہو رہے ہیں۔گزشتہ دنوں فاروق آباد کے علاقہ مہلیانوالہ سے مولانا ثاقب جامی جنہوں نے بریلوی جماعت کی مرکزی مسجد میں 8 سال خطابت کی اور ہمارے بیشتر علماء کو پریشان کیے رکھا لیکن اب الحمدللہ وہ بھی اہلحدیث ہو گئے ہیں۔

یکم دسمبر 2011ء سے 17 جنوری 2012ء تک ''اصلاح امت'' پروگرام کیے گئے ہیں، جن میں قابل ذکر مقامات درج ذیل ہیں۔

1۔مرکزی جامع مسجد اہلحدیث منڈی جھبراں 2۔جامع مسجد اہلحدیث بٹراں 3۔جامع مسجد محمدی پکاواڑہ جاتری 4۔میاں چنوں مرکز مولانا احمد پرواز مرحوم والا ضلع خانیوال۔ 5۔جامع مسجد قدس جہانگیر پورہ 6۔جامع مسجد اہلحدیث مکہ ضلع گوجرانوالہ 7۔ضلع بھکر چک نمبر TDA 45 چک نمبر 43 چک نمبر 46 8۔جامع مسجد قباء اہلحدیث منڈیالہ 9۔دارالعلوم رحمانیہ اڈہ لاریاں فاروق آباد 10۔مرکزی مسجد اہلحدیث ڈھیر دے ڈوگراں 11۔جامع مسجد اہلحدیث ککی نمبر 525 12۔جامعہ محمدیہ (شیخ القرآنؒ) کا ہنیانوالہ 13۔محمدی مسجد اہلحدیث مہلیانوالہ 14۔مرکز جامع مسجد اہلحدیث گرمولہ ضلع گوجرانوالہ 15۔جامع مسجد بیت المکرم سچا سودا 16۔جامعہ سراجیہ نقشبندیہ شاہ آباد 17۔جامع مسجد اہلحدیث گاؤں جھاکے 18۔جامع مسجد اہلحدیث میاں سیدوالی گھلہ وٹواں 19۔جامع مسجد الصدیق سہرکاری خورد 20۔جامع مسجد امیر حمزہ نور کالونی شیخوپورہ 21۔جامع مسجد فاروقیہ (دیوبند) فاروق آباد 22۔خطیب پاکستان کے گاؤں بوھلیانوالہ 23۔جامع مسجد مبارک دارالحدیث حافظ آباد 24۔مرکزی جامع مسجد اعوان بھٹیاں 25۔جامع مسجد محمدی مسجد موضع چنبل 26۔جامع مسجد غرہ نوکھر جدید 27۔جامع مسجد مبارک سمن آباد فیصل آباد 28۔جامعہ تعلیم الاسلام محمدیہ پٹھان کالونی 29۔جامعہ دارالسلام محمدیہ 30۔جامع مسجد اہل السنۃ والجماعۃ (شیرو کے) 31۔جامع مسجد عثمان غنی نوکھر قدیم 32۔مسجد اہل حدیث کھنگ روڈ ماچھیکے 33۔جامع مسجد اہل السنۃ والجماعت دیوبند ڈیرہ اعواناں 34۔جامع مسجد مدنی اہلحدیث پڈیانوالہ۔انکے علاوہ بھالیکے، قادر آباد، مسکی نگر، مسکی شہاباں، مومن آباد کے مقامات پر ایمان افروز خطابات ہوئے، ہمارے ان خطابات سے جعفری العقیدہ بھائی اور بریلوی مسلک کے بھائی اعلانیہ اہلحدیث ہوئے۔(منجانب: مولانا محمد ابوبکر صدیق ترجمان نظامت تبلیغ وناظم مرکز اصلاح امت فاروق آباد شیخوپورہ)

ضروری اعلان

اگر کہیں خطبہ جمعۃ المبارک پڑھانے کے لیے ''اردو'' خطیب کی ضرورت ہو تو خواہش مند حضرات درج ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

(قاری رضاءاللہ قصور 0301-4005377)

فری میڈیکل کیمپ

جماعت اہل حدیث مریدکے کے زیراہتمام جامعہ اہلحدیث لاہور میں مورخہ 12-01-30 کو فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا جس میں ڈاکٹر محمد شفیق نے طلباء کے چیک اپ کیے اور دوائی تجویز کی۔ علاوہ ازیں انہوں نے طلباء کو حفظان صحت کے اصولوں کے متعلق بھی آگاہ کیا۔

(منجانب: مولانا عبدالحمید جماعت اہل حدیث مریدکے)

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون مرکزی دفتر (042) 5854010
فون مرکز اعلیٰ (042) 6581025 تنظیم اہلحدیث
C.P.L - 104

☆ خوشخبری ☆
جامعہ اہلحدیث لاہور کا
سعودی جامعات سے الحاق

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

☆ رئیس الجامعہ ☆
حافظ محمد جاوید روپڑی

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمدللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 25 قابل اور محنتی اساتذہ تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑی ورئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی

تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ تجدید تاسیس: 1949ء لاہور

شعبہ جات

جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ تحفیظ القرآن الکریم، 2۔ درس نظامی، 3۔ وفاق المدارس السلفیہ، 4۔ دار الافتاء، 5۔ تصنیف والتالیف 6۔ فن مناظرہ، 7۔ دعوت والارشاد، 8۔ کمپیوٹر لیب، 9۔ طب اور اسکے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے

جامعہ اہلحدیث سے کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع۔

وظائف

ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات

جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 71 لاکھ 69 ہزار 756 روپے بنتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اسلئے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ترسیل زر کا پتہ
اکاؤنٹ نمبر 7066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور دفتر نمبر: 0423-7656730 موبائل: 0300-9476230